هفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲ جون سنہ ۱۹۶۱ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور

۲۵ پیسے

زائرِ حرمین شریفین سے خطاب

از شاعر الحرم مولینا نسیم احمد فریدی امروہی

حجازِ مقدّس سے او آنے والے — مجھے بھی حجازی ترانہ سُنا دے
سُنا دے سُنا دے وہ دل کش ترانہ — جسے سُن کے ہو حالِ دل بیخودانہ
بنا دے مرے دل کو گلشن بداماں — مری رُوح کو بخش دے ذوقِ عرفاں،
نظر میں تو اب تک سمایا ہی ہوگا — حرم کا وہ منظر وہ کعبے کا جلوہ
وہ مروہ کا نقشہ وہ خاکہ صفا کا — وہ میدان، عرفات کا اور منیٰ کا
وہ صبحِ حرم وہ سماں پیارا پیارا — وہ شام اور پھر اس کا رنگیں نظارا
طواف اور وہ سنگِ اسود کا بوسہ — وہ دِل میں فقط اِک خدا کا بھروسہ
وہ زمزم کا جامِ طرب خیز پینا، — وہ دل میں تمنّاؤں کا ایک خزینہ
وہ رحمت کا مرکز وہ ارضِ مدینہ — وہ بامِ عروجِ محبّت کا زینہ
وہ منبر وہ مسجد وہ گنبد وہ جالی — وہ پیشِ نظر شوکتِ ذاتِ عالی
درودوں کی بارش سلاموں کی کثرت — غلاموں کا رونا بجوشِ محبّت،
مدینے کی گلیاں وہ آثارِ رحمت — وہ فردوسِ طیبہ وہ گلزارِ جنّت،

تجھے یاد ہوں گے یہ سارے نظارے
یہ دل کش نظارے دلوں کے سہارے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ خُدّامُ الدِّین لاہور

جلد ۷ | ۱۷ر ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲ر جون ۱۹۶۱ء | شمارہ ۴



اس شمارے میں



شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے فی پرچہ ۲۵ پیسے
فون ۶۷۵۴۵

معذرت

عید کی چھٹیوں کی وجہ سے ہفت روزہ خدام الدین وقت پر شائع نہیں ہو سکا - ادارہ اپنے ہمدرد اور بہی خواہوں سے معذرت خواہ ہے - انشاء اللہ العزیز آئندہ پرچہ وقت پر قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا -

(مدیر)

الجزائر اور فرانس

الجزائر شمالی افریقہ کا ایک بڑا ملک ہے - جس کی آبادی ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے - اس پر عرصہ دراز سے فرانس کا قبضہ ہے - فرانس سے فرانسیسی جاکر وہاں آباد ہوگئے - ان کی تعداد بھی ۵ سات لاکھ کے قریب ہے - یوں تو جب سے فرانس نے وہاں قبضہ کیا ہے - وہاں آزادی کی جدوجہد جاری ہے - مگر عرصہ ساڑھے چھ برس سے اس جہاد آزادی نے شدت اختیار کرلی ہے اسی نوے لاکھ عربوں نے فیصلہ کرلیا کہ یا تخت یا تختہ - زندہ قوموں کا فیصلہ ہماری طرح کاغذی ریزولیشن نہیں ہوتا - اس وقت سے الجزائری قوموں نے قربانی کی ایک ایسی مثال قائم کی ہے - کہ جس نے ایک طرف بڑے بڑے لوگوں سے بلکہ ساری دنیا سے خراج تحسین حاصل کیا - دوسری طرف زمانہ کے بڑے بڑے فراعنہ اور نمارہ کی گردنیں جھکا دیں -

اس عرصہ میں الجزائریوں کی اطلاع کے مطابق تقریبًا سات لاکھ عربوں نے جامِ شہادت نوش کیا اور لاتعداد فرانسیسی بھی جہنم رسید ہوئے - فرانس الجزائریوں کی ازادی کا نام تک نہیں سُننا چاہتا تھا -

اور الجزائر کے اندر فرانسیسی نوآبادکاروں کے وہم وگمان میں یہ بات نہ آسکتی تھی کہ الجزائر پر الجزائریوں کا حق ہے فرانس نے تمام امن پسند دنیا کی لعنت قبول کی مگر الجزائر سے دست برداری پسند نہ کی - مگر ہوا کیا - آپ یہ سُنکر حیران ہوں گے - کہ اس جنگ میں لاکھوں مسلح فرانسیسی آبادکاروں کے علاوہ پانچ لاکھ فرانسیسی باقاعدہ سپاہ جو جدید ترین آلات جنگ سے مسلح تھی - الجزائری تحریک آزادی کو کچلنے بلکہ انسانیت کے گلے پر چھری چلانے میں مصروف تھی - لاکھوں عربوں کو شہربدر کیا گیا - لاکھوں کو قید کیا گیا - اور لاکھوں کو شہید - اس کے سوا ان کی آبادیاں تباہ کی گئیں - ان کو ابادیوں سے صحراؤں اور جنگلوں میں جانے پر مجبور کیا گیا - مگر یہ سب کچھ ان کے پائے استقلال کو متزلزل نہ کرسکا تعجب کی بات ہے - کہ اس تمام معرکۂ جدال و قتال میں فرانس کی اس طاقت کے مقابلہ میں الجزائری فوج کی کل تعداد صرف ساڑھے پانچ ہزار ہے البتہ ان کی امداد گیارہ ہزار کے قریب دوسرے افراد بھی کر رہے ہیں - اس فوج کا زیادہ حصہ ٹیونس کی سرحد کے ساتھ ساتھ ہے - باقی تمام ملک کے اطراف میں پھیلا ہوا ہے -

طاقت کے توازن میں اتنے عظیم فرق کے باوجود فرانس عربوں کے جذبہ آزادی کو فناہ اور ان کے زندہ ضمیر کو دبا نہیں سکا - بلکہ ان مٹھی بھر عربوں نے فرانس کی عزت ووقار کو جنگی لحاظ سے دنیا بھر میں خاک میں ملا دیا - ایک تو یہی بات کونسی کم ہے - کہ دنیا کی ایک عظیم طاقت جس کی پشت پر امریکہ اور اس کی ساری پارٹی کی حمایت بلکہ امداد ہو - وہ مٹھی بھر مسلمانوں کو دبانے میں ناکامیاب رہی پھر لطف یہ ہے کہ فرانس کو ان چھ سالوں میں اس جنگ کی وجہ سے بیس ارب پونڈ خرچ کرنے پڑے ہیں - آپ روپوں میں ذرا حساب لگائیں کہ فرانس کا دیوالہ نکل چکا ہے - یا نہیں -

اب فرانس کے جنرل ڈیگال نے چاروناچار اسی میں خیر سمجھی ہے کہ الجزائریوں سے بات چیت کرکے اس جنگ سے کسی طرح پیچھا چھڑایا جائے - لیکن اس وقت بھی فرانس نے مغربی طاقتوں کی طرح ایک چال چلنی چاہی -

وہ یہ کہ حریت پسند الجزائریوں کیساتھ ٹوڈی قسم کے قوم پرست الجزائریوں کو بھی مذاکرات میں شریک کرنا چاہتا تھا - مگر محاذ آزادی والے اڑ گئے کہ گفتگو کا حق سوائے حریت پسندوں کے اور کسی کو نہیں ہے - چنانچہ اب فرانس نے یہ بات بھی قبول کرلی اور اب ایویان کے مقام پر فرانس اور حریت پسندوں کے نمائندوں میں مذاکرات شروع ہوچکے ہیں فرانس چھ ہزار الجزائری قیدیوں کو رہا کرنے پر بھی راضی ہوگیا - اب کبھی کبھی تقسیم الجزائر کی آواز کانوں میں پڑتی ہے (باقی صفحہ ۶ پر)

حضرت شیخ التفسیر کا سفر سندھ

حضرت اقدس مولانا احمد علی دامت برکاتہم ۳۱ر مئی سے دو ہفتہ کے لئے سندھ کے دورہ پر تشریف لے جارہے ہیں ان سے خط وکتابت کرنے والے اور ملاقات کے لئے تشریف لانے والے حضرات مطلع رہیں

(مدیر)

بیگم شیخ مُرید احمد صاحب (گجرات)

موت کی یاد

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے اَکْثِرُوا مِنْ ذِکْرِھَا ذِمِ اللَّذَّاتِ) لذّات کو دُور کرنے والی موت کو اکثر یاد کیا کرو۔ یعنی موت کی یاد سے لذّات کو کم کرو۔ تا کہ تمہارا دل لذّات کی طرف مائل ہونے سے ہٹ جائے اور پھر تمُ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

حضرت عائشہ رضؓ صدیقہ نے حضور صلعم سے دریافت کیا کہ قیامت کے روز شہیدوں کے ساتھ کوئی اور بھی اُٹھے گا۔ فرمایا۔ ہاں۔ وہ شخص جو رات و دن میں بیس دفعہ موت کو یاد کرتا ہے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک مجلس کے پاس سے گزرے۔ جہاں سے ہنسی کی آواز بلند ہو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا اپنی مجالس کو مکدّرِ لذّات یعنی (موت) کے ذکر سے آراستہ کرو۔

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلعم نے موت کو زیادہ یاد کرو کہ وہ گناہوں کو محوّ کرتی ہے اور دُنیا سے بے رغبت کرتی ہے اور فرمایا کہ کافی ہے موت وعظ کرنے والی اور جُدائی ڈالنے والی۔ فرمایا حضورؐ نے کہ بخدا جو میں جانتا ہوں اگر تمُ جانتے تو البتہ تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا اور اس کی بہت تعریف کی گئی تو آپؐ نے پوچھا تمہارا یار موت کی تعریف میں کیسا ہے۔ کہا گیا کہ ہم نے کبھی اس کو موت کا ذکر کرتے نہیں سُنا۔ فرمایا۔ پھر تمہارا دوست اُس پایہ کا نہیں ہے جو تمُ بیان کرتے ہو۔

ابو مُوسیٰ تمیمی رضؓ سے روایت ہے کہ فرزوق شاعر کی بیوی فوت ہو گئی۔ بصرہ کے معزّزین و رئیس اس کے جنازے کے واسطے نکلے۔ ان میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ آپ نے فرمایا اے ابوفراس (فرزوق کی کنیت ہے) تو نے اِس روز کے لئے کیا تیاری کی ہے اس نے کہا کہ ساٹھ سال سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی شہادت۔

جب دفن کی گئی تو فرزوق اس کی قبر کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اور عربی میں شعر پڑھے جن کا یہ ترجمہ ہے۔

ترجمہ:۔ یا الٰہی اگر توُ نے میرے گناہوں کو معاف نہ کیا تو قبر کے بعد مجھے دوسرے مقام کا ڈر ہے جو قبر سے زیادہ تکلیف دہ اور تنگ و تاریک ہے۔ جبکہ قیامت کے روز فرزوق کو ایک تو سختی سے آگے کھینچتا ہوگا اور دوسرا پیچھے سے ہانکتا ہوگا۔ پس بدنصیب و بدبخت ہوگا وہ شخص جو گلے میں طوق پڑے ہوُئے نیلگوں ہوُئے دوزخ کی طرف جا رہا ہوگا۔ اہلِ قبور کی کیفیت کا نقشہ کسی نے عربی اشعار میں یوُں کھینچا ہے۔

ترجمہ:۔ قبروں پر کھڑا ہو جا اور قبر والوں سے پوچھ کہ کون تمُ میں سے قبروں کی تاریکی میں چھپا ہوا ہے اور کون تم میں سے ان کی قعر میں عزّت دیا گیا ہے۔ اور دکھوں سے آزاد ہو کر امن و آرام کے مزے لوُٹ رہا ہے۔ اگر وہ تجھ کو جواب دیتے تو ایسی زبانوں سے بتلاتے جن سے ان کی حقیقت ظاہر ہوتی ہوگی کہ فرمانبردار تو ایسے باغ میں اُترے ہوُئے ہیں، جن کے درخت دُور دُور تک پھیلے ہوُئے ہیں اور گنہگار و سرکش اس کے گڑھے میں پلٹے کھاتے ہیں جس میں سانپ اور بچھّو رہتے ہیں اور اس کی طرف دوڑتے ہیں۔ اس کا روح ان کے ڈنگوں سے سخت تکلیف میں ہے اور عذاب میں ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں قبرستان میں گیا اور شعر پڑھنے لگا۔

ترجمہ:۔ میں قبروں پر آیا اور انھیں پکارا کہ کہاں ہیں عزیز اور کہاں ہیں حقیر۔ اور کہاں ہیں وہ جو اپنی سلطنت پر اتراتے تھے۔ اور فخر کرتے تھے۔ اور اپنے آپ کو پاک خیال کرتے تھے۔ اس کے جواب میں میرے کان میں ایک آواز آئی جس کا کہنے والا مجھے نظر نہیں آتا تھا اور وہ کہتا تھا ؎

ترجمہ:۔ سب فنا ہو گئے اب کوئی خبر دینے والا نہیں ہے۔ تمام مر گئے اور خبریں بھی فوت ہو گئیں۔ حوادث صبح و شام ہوتے رہتے ہیں اور صورتوں کی خوبصورتیوں کو مٹاتے رہتے ہیں۔ پس اے شخص جو گذشتہ لوگوں کو پوچھ رہا ہے۔ کیا تیرے لئے یہ کافی عبرت نہیں ہے جس کو تو دیکھ رہا ہے۔

ابن سماکؒ نے کہا کہ میں قبرستان میں گیا ایک قبر پر لکھا ہوا تھا۔

ترجمہ:۔ میرے خویش و اقارب میری قبر کے پاس سے ایسے گذر جاتے ہیں۔ گویا کہ مجھے جانتے بھی نہیں ہیں وارث میرا مال تقسیم کر لیتے ہیں۔ اور میرے قرضوں کو ادا کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ اپنے اپنے حصّے لے لئے اور عیش کیا۔ غضب خُدا کا مجھے کتنی جلدی بھُول گئے اور دوسری قبر پر لکھا ہُوا پایا

ترجمہ:۔ اے لوگو میری بیشمار خواہشات تھیں۔ مگر موت نے ان کے حصول سے روک لیا۔ انسان کو چاہیئے کہ جہاں تک ہو سکے اپنی زندگی میں عمل کرے اور خدا سے ڈرے۔ جہاں تو مجھے دیکھتا ہے (قبرستان میں) میں ہی یہاں اکیلا نہیں آیا۔ ہر ایک کو یہاں ہی آنا پڑے گا۔

فرمایا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ:۔

اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ

ترجمہ:۔

قبر یا تو جنّت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔ یا دوزخ کے گڑھوں کا ایک گڑھا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو نیک کاموں کی توفیق عطا کرے اور جہنم کی آگ سے بچائے۔ آمین۔

دین کی لِم!

پیمبرؐ سے سفیانؓ نے عرض کی
کہ سمجھائیے دین کی مجھ کو لِم
بھرا کُوزہ میں دجلہ یُوں آپ نے
قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ
(الحدیث)

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۹ر ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۵ر مئی ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد:-

آج مورخہ ۲۵ر مئی بروز جمعرات شام کو ذکر کے بعد حضرتِ اقدس نے مندرجہ ذیل ارشادات سے نوازا (مرتبہ نور الحسن)

آپ نے ارشاد فرمایا۔

کل عید قربان ہے مسنون طریقہ یہ ہے۔ کہ بغیر کچھ کھائے پیئے نماز کے لئے عیدگاہ کو ایک راستہ سے جائے۔ اور دوسرے راستہ سے واپس آئے۔ عید الفطر میں نماز سے پہلے کھانا مسنون ہے۔ قربانی ایک افضل عبادت ہے۔ اللہ سب کو قربانی کرنے کی توفیق بخشے قیامت کے دن یہی قربانیاں پل صراط پر سواری کا کام دیں گی صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے۔ اور جو صاحب نصاب نہیں اُن کے لئے قربانی باعث اجر و ثواب ہے۔

صوفیا کے ہر سلسلہ میں ذکر ہے ہمارا ذکر قادری خاندان کا ذکر ہے۔ اس سلسلہ میں روزانہ ذکر رائج ہے۔ لیکن ہمارے یہاں مجلس ذکر جمعرات کو منعقد ہوتی ہے۔ میں ایک حدیث شریف بارہا سنا چکا ہوں۔ کہ حلقہ ذکر میں شامل ہونے والوں کی اللہ تعالٰے مغفرت فرما دیتے ہیں۔ بشرطیکہ اس میں رضائے الٰہی مطلوب ہو۔ ذکر کرنے آئیں۔ تو بہت کچھ ملے گا۔ کوئی ٹوہ لگانے کے لئے نہ آئے۔ جو خلوص نیت سے آتے ہیں۔ وہ خالی نہیں جاتے۔

جماعت میں اکٹھے بیٹھ کر ذکر کرنا سنت ہے اس میں نہ رنگ ہے نہ راگ نہ طبلہ ہے۔ نہ سارنگی۔

خلوص نیّت سے اللہ تعالٰی کا نام لینے سے تحفہ مغفرت مل جاتا ہے۔ اللہ تعالٰے کی رضا کو لئے ہوئے اُس کی عطا کردہ توفیق کے مطابق جو کوئی عمل کرے گا۔ وہ جہنم میں نہیں جا سکتا۔ اگر کوئی دوسرا شخص اپنے کام کے لئے ذاکرین کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو وہ بھی بخشا جاتا ہے۔ جیسا کہ میں حدیث شریف کئی بار پیش کر چکا ہوں۔

مغربی پاکستان میں ذاکرین کا یہ ایک منفرد حلقہ ہے۔ اس میں اللہ تعالٰی کی رضا لے لئے آئیں تو قدم قدم پر ثواب ملے گا۔ جو جتنا خرچ کر کے جتنی دور سے آئے گا۔ وہ اُتنے ہی ثواب کا مستحق ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے

اللہ تعالٰی نیکی سجھاتا ہے۔ لیکن لوگ نہیں کرتے۔ اللہ تعالٰی کا فرمان توفیق کے مطابق بجا لاؤ تو جہنم میں نہیں جا سکتے ہو۔

خواہشات نفسانی دوزخ میں پہنچائیں گی۔ شہوات کے معنی خواہشات کے ہیں۔ جن کے اتباع سے جہنم کا ٹکٹ ملتا ہے۔ اس میں شراب نوشی سینما بینی۔ زنا کاری سب آجاتے ہیں۔ جس کے لئے رشوت۔ سود اور ہر طرح حرام کاری سے دولت کما کر خواہشات پوری کی جاتی ہیں۔ سو ڈیڑھ سو تنخواہ پانے والے مزدور تو اپنی ضروریات زندگی مشکل سے پوری کرتے ہیں۔

جو پرہیزگار اور متقی ہیں۔ وہ ناپسندیدہ طبع ہی کو اپناتے ہیں۔ سردی میں بستر چھوڑ کر ٹھنڈے پانی سے وضو کرتے ہیں۔ جنت تو ناپسندیدہ طبیعت ہی پر عمل کرنے سے ملے گا لہذا خواہشات نفسانی سے بچوگے۔ تو جنت میں جاؤ گے۔ ناپسندیدہ باتوں کو برداشت کرنا اور شہوات سے بچنے ہی میں فلاح ہے اس کے لئے صحبت بہت ضروری ہے

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

نیکوں کی صحبت نیک اور بدوں کی صحبت بد بنا دیتی ہے۔ چور اور بدمعاش کی صحبت ہوگی تو چوری۔ شراب نوشی۔ جؤا بازی اور رنڈی بازی کرائے گی بزرگوں کی صحبت میں رہوگے۔ تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پابند بن جاؤگے قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کروگے۔ جب کہ آج کل بڑے بڑے لوگ پیشاب کرنے کا طریقہ بھی نہیں جانتے کیونکہ اُنہیں سکول و کالج اور دفتروں میں یہ بتلایا ہی نہیں گیا۔ پتلون کھول کر کھڑے کھڑے پیشاب کرتے ہیں۔ اُنہیں فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ ہی نہیں کہ پیشاب سے بچو کیونکہ اکثر عذاب قبر اس کی وجہ سے ہوتا ہے۔

انگریزوں نے ایسا نصاب تعلیم بنایا تھا۔ کہ جس میں پرائمری سے لے کر ہائی اسکول پھر کالج میں فسٹ ایر سے لے کر فورتھ ایر تک اس کے بعد یونیورسٹی میں جملہ ڈگریوں میں کلمہ اور نماز کا نام ہی نہ تھا اور یہاں بارہ کالج تھے ہند و پاکستان کے بٹوارے کے وقت لیکن عالم بنانے کے لئے دینی مدرسہ ایک بھی نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چودہ لاکھ آبادی میں ایک بھی لاہوری عالم نہیں جب کہ گریجویٹ ڈبل گریجویٹ۔ پی۔ ایچ ڈی۔ ایل۔ ایل۔ بی بے شمار ہیں۔ اللہ تعالٰے نے مجھے اے لاہور کے رہنے والو تم میں بھیجا تا کہ تم کہہ نہ سکو۔ اے اللہ تو کسی نے تیرا فرمان سنایا ہی نہیں اور ہم قرآن و سنت سے نابلد رہے۔ اس کے لئے انگریز ذریعہ بنے۔ کہ مجھے ہتھکڑی لگا کر لاہور بھیج دیا۔ میں تو لاہور کبھی نہ آتا مجھے لاہور پسند نہ تھا۔ کیونکہ میں پنجابی ہوں۔ پنجاب کے ماحول سے خوب واقف تھا۔ دلّی میں میں بہت خوش تھا۔ وہاں کے مسلمان دیندار ہوتے ہیں۔ وہاں علم دین کا کافی چرچا ہے اور صرف ایک مشن کالج تھا۔ یہاں لاکر انارکلی تھانہ میں مجھ سے کہا گیا۔ کہ نہ تمہیں دلی جانے کا حکم ہے اور نہ سندھ ...... کیونکہ انگریز جانتا تھا کہ دلی میں میرا مدرسہ ہے۔ اور سندھ سے میرا تعلق بہت زیادہ ہے۔ اور لاہور میں کوئی جاننے والا بھی نہ تھا خیر اسی طرح اللہ تعالٰے نے لاہور میں مجھ کو پہنچا دیا۔

میں اسکول و کالج کی تعلیم کا مخالف نہیں دنیاوی تعلیم ضرور حاصل کرو۔ لیکن اس کا تریاق اخروی تعلیم بھی ضروری ہے۔ دنیاوی تعلیم روزی کمانے کا ذریعہ ہے۔ اور بس لیکن آخرت کے لئے یہ بیکار ہے۔

لہذا کان کھول کر سن لو اسلامی تعلیم ہی نجات کا ذریعہ ہے۔ نماز۔ اذان اور مسجد سے ربط پیدا کرو۔ جو اللہ کے گھر میں آئے گا۔ خالی نہ جائے گا۔ جو نہیں آتا اس کو بلا کر بھی نہیں دیا جائے گا۔ لیکن اے اہالیانِ لاہور۔ کل قیامت میں تم یہ بھی نہ کہہ سکوگے کہ ہمارے پاس قرآن و سنت کا پیغام کوئی لایا ہی نہ تھا۔

جو باپ جتنا ہی زیادہ عزت دار ہوگا اگر اس کا بیٹا اُتنا ہی ذلیل نکلے گا۔ تو باپ کی عزت کو بڑا بٹہ لگے گا۔

سارے جہاں کے مسلمان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے منسلک ہیں اگر مسلمان خراب ہیں تو اسی میں حضور کی بدنامی ہے۔

انسان متاثر بالطبع ہے۔ جس صحبت میں بیٹھتا ہے اثر لیتا ہے۔ کنجر کا بیٹا اگر حافظ اور قاریوں کی صحبت میں رہے گا تو قرآنی رنگ اختیار کرے گا۔ قرآن سے ظاہر ہے۔ کہ جب دوزخی دوزخ میں جائیں گے تو کہیں گے۔

رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۔ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝

ترجمہ۔ اے رب ہمارے ہم نے بڑوں کی اطاعت کی جس کی وجہ سے آج یہ دن دیکھ رہے ہیں۔ لہٰذا ہمارے بڑوں کو دُگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت بھیج

لاہور میں اسکول اور کالج کے پڑھے ہوئے ہیں۔ مگر اکثر قرآن جانتے نہیں کلمہ تک کا پتہ نہیں لیکن علماء کو بدنام کرنے کے لئے مُلّا ازم کا طعنہ دیتے ہیں۔ کالج اور اسکول میں پڑھو۔ لیکن مسجد میں بھی آؤ۔ میں نے یہاں آکر کالج کے طلبا گریجویٹوں اور وکلاء کے لئے قرآن کا درس شروع کیا تھا۔ جس میں مولوی امام دین۔ شیخ عظیم اللہ مرحوم اور صوفی محمد حسن مرحوم شامل ہوئے۔ صوفی محمد حسن لدھیانے کے صوفی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ بی۔ اے کرنے کے بعد ایل۔ ایل۔ بی کیا لیکن مجھ سے مشورہ لے کر وکالت نہیں کی بات یہ ہے کہ وکیل جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ ثابت کر دکھاتا ہے۔ چور اور قاتل کو بے گناہ اور بے گناہ کو مجرم ثابت کر دینا وکلا کا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ اس طرح جان بوجھ کر بے ایمانی ہوتی ہے۔

بلے میوہ زمیوہ رنگ گیرد صوفی صاحب دلّی سے میرے ساتھ تھے مجھ سے پوچھ کر انہوں نے وکالت کی ہی نہیں۔ میرے والدین نے دعا مانگی تھی۔ کہ پہلا بچہ اللہ کے راستے میں دیں گے ہم چار بھائی تھے جن میں ہم تین اب بھی زندہ ہیں۔

انگریزی تعلیم میں نیکی بدی کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ اخباری رپورٹ کے مطابق ساٹھ فیصدی کالج اور اسکول کے لڑکے زنا کرنے کے لئے چکلے میں جاتے ہیں۔ اور یہ وبا ایسی پھوٹ پڑی ہے۔ کہ پانچ ہزار پرائیویٹ زنا کے اڈّے لاہور میں موجود ہیں۔ لائسنس یافتہ چکلے میں بیٹھنے والیاں اس کے علاوہ قانونی طور پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ یہ سب جنٹلمینوں کی وجہ سے آباد ہیں۔ سور کھانے والے صاحب اور میم کی تمہارے یہاں عزت ہے۔ مگر علماء کو حقیر سمجھتے ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ اے لاہور کے باشندو تم نے ستائیس سینما آباد کر رکھے ہیں۔ شراب خانے چل رہے لیکن دینی مدرسے بیرون اضلاع اور صوبے جات کے آئے ہوئے طلباء سے آباد ہیں۔ کیونکہ علم دین کشمیر ہزارہ دیگر سرحدی اضلاع اور بنگال کے لوگ حاصل کرتے ہیں۔ جب کہ لاہوری صرف انگریزی تعلیم ہی کو کافی سمجھتے ہیں۔

حدیث۔ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ۔ ترجمہ۔ میری امت کے علما بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔

اے اہل لاہور تمہیں اللہ پر بھروسہ نہیں تم کہتے ہو روزی صرف انگریزی تعلیم میں ہے عالم بنانے سے بھوکے مرجائیں گے۔ لہٰذا لڑکوں اور لڑکیوں سب کو انگریزی پڑھا رہے ہو۔ اس طرح پردہ ختم ہوگیا۔ اور عزت وناموس لٹ رہا ہے۔ آج کل مَائِلَاتٍ وَمُمِيلَاتٍ کا زمانہ ہے۔ صنف نازک اس طرح ہار سنگھار کرکے اوپر سرخی پاؤڈر لگا کر نکلتی ہیں جس سے نامحرم کو مائل کراتی ہیں۔ اور خود اُن کی طرف مائل ہوتی ہیں۔ تم انگریزی والوں نے ہر اثر قبول کیا۔ اور ہر رنگ میں رنگے گئے۔ اور دین اسلام کا ذرا بھی پاس نہ کیا۔

اگر دین اسلام کو بچایا تو علمائے کرام نے بچایا کہ ہر وقت انگریز سے ٹکر لیتے رہے قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اور اصلی اسلام کو من وعن قائم رکھا۔ اس صف میں حضرت مولانا نانوتویؒ سے لے کر حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ تک اوّل نظر آتے ہیں

میں چالیس سال تک اولیاء کرام کی خدمت میں رہا ہوں اپنے کامل مرشد سے مجھے بہت کچھ ملا ہے۔ اُس میں یہ بھی ہے۔ کہ حلال حرام کی پہچان ہو جاتی ہے۔ اور کشف قبور سے بتلا سکتا ہوں۔ کہ مردہ کا کیا حال ہے ایسے لوگوں کو میں جانتا ہوں جو انگریزوں کے بڑے وفادار اور بہی خواہ تھے۔ علماء کا مذاق اُڑاتے تھے دین کو چھوڑ رکھا تھا آج ان کی قبریں جہنم کا گڑھا بنی ہوئی ہیں کون کون لاہوری جہنم میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ بات ان ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آسکتی یہ آنکھیں تو کتے اور بلّی کو بھی میسر ہیں اس کے لئے وہ آنکھیں چاہئیں۔ جن کا قرآن میں ذکر ہے۔ کافروں کے دل میں ایمان نہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں گونگا اور بہرہ اور اندھا کہا ہے۔ اور اسی کے ذریعے بتلا سکتا ہوں کہ کس آدمی میں ایمان ہے اور کس میں نہیں۔

نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سالہ تبلیغ کی جس کے نتیجے میں چند لوگ مسلمان ہوئے میں بھی تبلیغ میں چالیس سال سے لگا ہُوا ہوں کچھ نیک لوگ ہیں جو آتے ہیں۔ اس میں ہر طرح کے لوگ ہیں۔ اور ایک جماعت کی صورت بن گئی ہے۔ خوف خدا رکھنے والے حرام سے بچتے ہیں۔ اور آگے منازل طے کرتے ہیں۔ میری طرف سے سب کو دعوت عام ہے۔ کالج کی تعلیم کے ساتھ بزرگوں کی صحبت بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے

بقیہ صفحہ ۳ سے آگے

مگر الجزائری کسی تقسیم کو قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ اب خدا خدا کرکے کفر ٹوٹا ہے۔ اور بظاہر حالات معلوم ہوتا ہے کہ جنرل ڈیگال یہ سمجھے ہوئے ہیں۔ کہ الجزائریوں کو آزاد کرنے سے اتنے فوائد حاصل ہوسکتے ہیں۔

۱۔ اربوں پونڈ بچ کر فرانس کی اقتصادی حالت درست ہوسکتی ہے

۲۔ پانچ لاکھ مضبوط فوج فارغ ہوکر فرانس کو اپنے حلیفوں اور دوستوں میں گردن اونچی کرکے بیٹھنے کا موقع دیدیگی۔ اور وہ ایک بڑی فوجی طاقت سمجھا جائے گا۔

۳۔ مصالحانہ گفتگو سے الجزائر کو آزادی دینے سے مراکش اور ٹیونس کی طرح باہمی تعلقات بھی قائم رہ سکتے ہیں۔

۴۔ اور اس طرح مغربی اتحادیوں کے خلاف پروپگنڈے کی طاقت کمزور ہوسکے گی۔ جو روسی گروہ کررہا ہے۔ کہ مغربی اتحادی امن اور آزادی اقوام کا نام برائے نام لیتے ہیں۔

۵۔ اور ممکن ہے اس طرح ٹیونس کے صدر حبیب بورقیبہ کے ذریعہ سے ٹیونس مراکش اور الجزائر کو اتحاد مغرب کے نام سے متحدہ عرب جمہوریہ کے مقابلہ میں ایک طاقت بنایا جاسکے۔ اور پھر یہی گروپ روس کی بجائے امریکی گروپ سے منسلک ہو جس سے افریقہ میں اشتراکی سرگرمیوں کو کمزور کرنے کے امکانات زیادہ روشن ہو جائیں گے۔ ان سب کے سوا فرانسیسی حکومت اور عوام کو آرام کی نیند سونے کا سنہری موقع میسر آسکے گا۔

بہرحال بعد از خرابی بسیار فرانس کو عقل آئی ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ الجزائریوں کی قربانیاں قبول فرماکر ان کو آزادی اور خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے رہی یہ بات کہ آزادی کے بعد وہ کس طرف جائیں گے اور اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہے ہمیں ہر طرح ان کی آزادی سے دلچسپی ہے۔ پھر

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد:۔

حصہ اول

دنیا کی بے ثباتی اور اسباب دنیاوی پر مغرور ہونیوالوں کے لئے تازیانہ

قولہ تعالیٰ: وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِم مِّنْهُ شَيْئًا وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ۝ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ۝ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّدِدتُّ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنقَلَبًا ۝

(سورۃ الکہف رکوع ۵ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اور انہیں دو شخصوں کی مثال سُنا دو۔ ان دونوں میں سے ایک کے لئے ہم نے دو باغ تیار کئے۔ اور ان کے گردا گرد کھجوریں لگائیں۔ اور ان دونوں کے درمیان کھیتی بھی لگا رکھی تھی۔ دونوں باغ اپنا پھل لاتے ہیں۔ اور پھل لانے میں کچھ کمی نہیں کرتے۔ اور ان دونوں کے درمیان ہم نے ایک نہر بھی جاری کر دی ہے۔ اور اسے پھل مل گیا۔ پھر اس نے اپنے ساتھی سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ میں تجھ سے مال میں زیادہ ہوں اور جماعت کے لحاظ سے بھی زیادہ معزز ہوں۔ اور اپنے باغ میں داخل ہوا ایسے حال میں کہ وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا تھا۔ کہا میں نہیں خیال کرتا کہ یہ باغ کبھی برباد ہوگا۔ اور میں قیامت کو ہونے والی نہیں خیال کرتا۔ اور البتہ اگر میں اپنے رب کے ہاں لوٹایا بھی گیا۔ تو اس سے بھی بہتر جگہ پاؤں گا۔

اپنی غیر منقولہ جائداد پر مغرور شخص کو اس کے دیندار دوست کی تبلیغ

قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا ۝

(سورۃ الکہف رکوع ۵ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اسے اس کے ساتھی نے گفتگو کے دوران میں کہا۔ کیا تو اس کا منکر ہوگیا ہے۔ جس نے تجھے مٹی سے پھر نطفہ سے بنایا۔ پھر تجھے پورا آدمی بنایا۔

حاصل

کہ کیا تم اس خدا تعالےٰ کا انکار کرتے ہو جس نے مٹی سے غذا بنا کر تمہارے ماں باپ کے پیٹ میں ڈالا۔ پھر اس غذا سے نطفہ بنایا۔ پھر تمہیں نطفے سے انسان بنایا۔ میں تو ان تبدیلیوں کے کرنے والے اور انسانی شکل میں لانے والے خدا تعالیٰ کو مانتا ہوں۔ اور اس رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا۔ تم سے یہ کیوں نہ ہوسکا۔ کہ جب باغ میں داخل ہوئے۔ تو اس وقت قدرت الٰہیہ کا اقرار کرتے۔ اور کہتے۔ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔ کہ اللہ تعالےٰ اس باغ کو اپنی قدرت کاملہ سے جیسا چاہا بنا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت کے سوا کوئی قوت بھی کام نہیں کرسکتی۔

قولہ تعالیٰ: إِن تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنكَ مَالًا وَوَلَدًا ۝ فَعَسَىٰ رَبِّي أَن يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّن جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ۝ (سورۃ الکہف رکوع ۵ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اگر تو مجھے دیکھتا ہے۔ کہ میں تجھ سے مال اور اولاد میں کم ہوں۔ پھر امید ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بہتر دے۔ اور اس پر لُو کا ایک جھونکا آسمان سے بھیج دے۔ پھر وہ چٹیل میدان ہو جائے۔

نتیجہ

وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ مَا أَنفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا ۝

(سورۃ الکہف رکوع ۵ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اور اس کا پھل سمیٹ لیا گیا۔ پھر وہ اپنے ہاتھ ہی ملتا رہ گیا۔ اس پر جو اس باغ میں خرچ کیا تھا۔ اور وہ اپنی چھتریوں پر گرا ہوا تھا۔ اور کہا۔ کاش کہ میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا۔

عبرت

آج کل کے دولت کے نشہ میں مخمور ہونے والے مسلمانوں کے لئے مذکورۃ الصدر قرآن مجید کے واقعہ میں عبرت ہے۔ دنیادار یہ نہ خیال کریں۔ کہ دولت ہمیشہ ان کا ساتھ دے گی۔ کوئی عجب ہے کہ حالات پلٹا کھائیں۔ اور امیر غریب ہو جائیں۔ اور نان شبینہ سے محتاج ہو جائیں۔

مثلاً

ایک امیر نے خون کیا۔ خیال تو یہ تھا۔ کہ کسی کو پتہ نہیں لگے گا۔ مگر

خدا کی قدرت

غالب آئی۔ اور قتل ناحق کا کسی طرح پتہ پولیس کو لگ گیا۔ اب قاتل نے ساری جائداد (جس پر ناز تھا) پھانسی سے بچنے کے لئے مقدمہ پر لگا دی۔ جان تو بچ گئی۔ لیکن روٹی سے بھی محتاج ہوگیا۔ اللّٰهُمَّ أَعِذْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْمُصِيبَةِ

صحیح طریقہ

انسان کی زندگی کا فقط یہ ہے کہ مرنجان مرنج ہو۔ یعنی نہ کسی کو ستائے اور نہ کسی کے دل سے آہ نکلنے پائے۔ اور نہ غضب الٰہی جوش میں آئے۔ اور نہ اس سے بدلہ لیا جائے۔

کسی نے سچ کہا ہے

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

اے دنیا دارو

اللہ تعالےٰ کے سابقہ ارشادات کو کھیل نہ سمجھیں۔ بلکہ یہ حقیقت ہے۔ جو عرض کی گئی ہے۔ کہ جو کرے گا۔ وہ بھرے گا۔ خواہ کتنا ہی دولت مند کیوں نہ ہو۔ مگر کبھی نہ کبھی پھنسے گا۔ اور سب بھید آشکارا ہو جائے گا۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

تاکہ

وہ بچارے بھی عذاب الٰہی یعنی دوزخ کے عذاب سے بچ جائیں۔
وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ وَاللّٰہُ يَهْدِیْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

حصہ دوم

مقصد بعثت انبیاء علیہم السلام

اِخْرَاجُ النَّاسِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

ترجمہ۔ لوگوں کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لانا۔

قولہ تعالیٰ۔ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ۝ اَللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ۝

(سورۃ ابراھیم رکوع ۱ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ یہ ایک کتاب ہے۔ ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے۔ تا کہ لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف غالب تعریف کئے ہوئے کے راستہ کی طرف نکالے۔ یعنی اللہ (تعالیٰ) ہی کے لئے ہے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور کافروں پر افسوس کہ انہیں سخت عذاب ہوتا ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جس کتاب کے نازل کرنے کی اطلاع فرما رہے ہیں۔ وہ مقدس کتاب قرآن مجید ہے۔

قرآنِ مجید کے نزول کا مقصد

یہ ہے۔ کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے ..... نکال کر (اللہ تعالیٰ کی رضا کی)۔ روشنی کی طرف لائیں۔

وہ اللہ تعالیٰ

جس کے قبضہ میں ہے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

لیکن افسوس ہے

ان کافر انسانوں پر جو اس تعلیم الٰہی سے انکار کرنے والے ہیں۔ اور اس انکار کے باعث انہیں سخت عذاب ہونے والا ہے

دُعاء

اللہ تعالےٰ ہر کلمہ گو مسلمان کو اس کتاب پاک پر ایمان لانے اور اس کی ہدایات کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بلکہ

کفار کے حق میں بھی دُعا کرتا ہوں۔ کہ انہیں اس کتاب مقدس پر دل سے ایمان لانے اور جوارح سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین یا الہ العالمین

اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں

کافروں کا اس دنیا میں نصب العین کیا ہے

جو لوگ آخرت کی زندگی کو بھولے ہوئے ہیں۔ اور دنیا کی زندگی کے چہل پہل کو مقصود بالذات بنائے ہوئے ہیں۔

سورۃ قل ہو اللہ احد کی فضیلت

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّقْرَءَ فِيْ لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالُوْا وَكَيْفَ يَقْرَءُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ يَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ۔ حضرت ابی الدرداءؓ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایک عاجز ہے۔ اس سے کہ وہ پڑھے ایک رات میں تہائی قرآن صحابہؓ نے عرض کیا کہ کیسے پڑھ سکتا ہے۔ تہائی قرآن آپؐ نے فرمایا۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے۔

اطلاع عام

یہ ایک اطلاع تبلیغی جماعت کے کارکنوں کی خدمت اور تبلیغی جماعت کے مرکزی ادارے کی خدمت میں دی جاتی ہے۔ کہ جو بھی تبلیغی جماعت انگلینڈ میں تشریف لاوے برائے تبلیغ اور اشاعت اسلام وہ جماعت مجھ ناچیز کو خدمت کا موقع دے۔ اور میرے غریب خانہ پر رہائش رکھتے ہوئے تمام انگلینڈ کا چکر لگاوے اسلامی تبلیغ اشاعت اسلام اور اسلامی مقاصد کے لئے ہر وقت یہ غریب خانہ منتظر ہے۔ سو عرض ہے۔ جو بھی تبلیغی جماعت انگلینڈ کے لئے تشریف لاوے وہ ضروری پہلے اپنے پروگرام کا اعلان اس ناچیز کو دے اگر کوئی صاحب اسلامی لٹریچر انگریزی زبان میں حاصل کرنا چاہے تو مندرجہ ذیل پتہ سے مفت حاصل کرسکتا ہے یہ انگریزی ترجمے کا اسلامی لٹریچر جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک حیات سے وابستہ ہے صرف انگلینڈ میں مقیم مسلمانوں کو مفت مل سکتا ہے پتہ یہ ہے۔

R. S. A KHAN
3. NEW STREET
SLAITHWAITE HUDDERSFIELD
ENGLAND

پیغام خلیل

از جناب مولانا احمد صاحب ایم اے فاضل دیوبند

اس دُعاء میں ہم نے اپنے ساتھ قیامت تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں کو شامل کرلیا۔ کیونکہ جس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعثت کے لئے ہم نے دُعاء کی تھی۔ وہ اللہ کا آخری رسولؐ اور جامع اور غیرمفتوح اور دائمی شریعت کا حامل تھا۔ جس کی مخاطب تمام دنیا تھی۔ اس رسولؐ نے فرمایا۔ اَنَا دَعْوَۃُ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ (میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دُعاء کا مصداق ہوں)، وہ ایک کامل انسان اور صفات الٰہیہ کا مظہر اتم تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے خلق عظیم کی شہادت دی۔ اس کے بڑے سے بڑے دشمنوں نے بھی اس کے بلند کردار اور پاکیزہ اوصاف کا اعتراف کیا۔ ساری قوم اس کی امانت دیانت صداقت اور عفّت کی قائل تھی۔ اس نے اپنے مبارک عہد میں اپنی قوّت قدسی اور تائید ایزدی سے تنہا ایسا زبردست اور ہمہ گیر روحانی اور مادی انقلاب پیدا کیا جو بڑی بڑی قومیں صدہا اور ہزار ہا سال میں بھی پیدا نہ کرسکیں اور اللہ کا کلام سُنا کر اور کتاب و حکمت کی تعلیم دے کر ایک وحشی اور جاہل قوم کو ظاہری اور باطنی گناہوں سے پاک کرکے جملہ اخلاق و صفات حسنہ کی بلند ترین سطح پر پہنچا دیا۔ اور زندگی کے ہر شعبہ میں تمام بنی آدم کے لئے جملہ اعلیٰ درجہ کا عملی نمونہ پیش کیا۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَۃٌ حَسَنَةٌ۔ (الاحزاب ع ۳ پ۲۱)

ترجمہ۔ بے شک تمہارے لئے اللہ کے رسولؐ میں ایک اچھا نمونہ ہے

خلیل اللہ کی دُعائیں

ہم نے اللہ تعالےٰ سے جو کچھ مانگا۔ وہ اس نے دیا۔ اس نے ہمیں اپنی اطاعت (اسلام) کی توفیق عطا کی اور ہماری جسمانی یا روحانی ذریت میں ہمیشہ ایک ایسی جماعت قائم رکھی جو اللہ تعالےٰ کی فرمانبردار اور اس کے پیغام کی حامل اور مبلغ رہی۔ یہ جماعت پہلے بنی اسرائیل تھی اور اب امت محمدیہ ہے۔ ہم کو حج کے طریقے بھی بتائے گئے۔

میں نے اللہ تعالےٰ سے یہ بھی دعائیں کی تھیں۔

رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ یَشْکُرُوْنَ (ابراھیم ع ۶ پ

ترجمہ۔ اے ہمارے رب اسے ایک امن والا شہر بنا۔ اور اس کے باشندوں کو پھل عطا کر۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے میری تمام دعائیں قبول کرلیں۔ وہ مقام جہاں میں نے ہاجرہؓ اور اسماعیلؑ کو ٹھہرایا تھا ایک سنسان صحرا تھا۔ جس میں دُور دُور تک کسی جاندار کا نام و نشان نہ تھا۔ یہ پانی کے ایک ایک قطرے کو ترس رہا تھا۔ آفتاب کی تموز سوزاں نے اس کے تپتے ہوئے میدان اور جھلستے ہوئے چٹان کو دہکتا ہوا آتش دان بنا رکھا تھا۔ اس جٹیل وادی میں ٹھہرنا موت کے منہ میں جانا تھا۔ لیکن میرا نصب العین بہر حال ارشاد الٰہی کی تعمیل تھا۔ اس لئے میں نے انجام سے بے نیاز ہوکر دونوں کو اللہ کے سپرد کردیا۔ اس نے اس قربانی کا جو صلہ دیا اسے یہ بیابان اب تک زبان حال سے بیان کر رہا ہے۔ اور قیامت تک بیان کرتا رہے گا۔ دنیا کے گوشہ گوشہ سے ہر رنگ، نسل قوم اور وطن کے لوگ میری آواز پر لبیک کہہ کر اپنے تمام دنیوی تعلقات قطع کرکے دین کو دنیا پر مقدم کرکے اور طالب حق بن کر عاشقانہ اس مرکز اسلام کے سالانہ اجتماع میں شریک ہوکر عبدیت وحدت، اخوّت اور مساوات کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جس کی نظیر ماضی و حال کے کسی معاشرہ میں نہیں ملتی۔ دنیا کے ہر خطہ کی متاع اور پیداوار مکہ کے بازاروں میں بیچی اور خریدی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ شہر دنیا کے بڑے سے بڑے شہر پر سبقت لے گیا ہے۔

مکہ کے قریب اللہ تعالےٰ نے طائف کو ایسا زرخیز اور شاداب بنایا۔ کہ وہاں انواع و اقسام کے میوے پیدا ہوتے ہیں۔ جو اہل مکہ کو آسانی سے میسر آجاتے ہیں۔ بیت اللہ اہل اسلام کا دینی مرکز اور نماز کا قبلہ ہے۔ روئے زمین کا ہر مسلمان خواہ شمال میں ہو یا جنوب میں۔ مغرب میں ہو یا مشرق میں اسی کی جانب رخ کرکے نماز پڑھتا ہے۔ اس سے انحراف کرکے نماز نہیں ہوتی۔ ہر ذی استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک بار حج بیت اللہ فرض ہے۔

مکہ میں دنیوی نقطہ نظر سے کشش کا کوئی سامان نہیں۔ وہاں نہ کوئی عظیم الشان سربفلک عمارت ہے۔ نہ دلکش تاریخی آثار قدیمہ نہ خوبصورت سبزہ زار اور آبشار و خوش فزا اور صحت افزا تفریح گاہیں۔ لیکن اہل اسلام کے دلوں میں اس کی جو محبّت ہے۔ وہ کسی کے دل میں کسی دوسرے مقام کی نہیں ہے۔ اسی کی محبت کا اندازہ اس امر سے ہوسکتا ہے۔ کہ ہر مسلمان ہمیشہ اسکی زیارت کا مشتاق رہتا ہے۔ اور اس میں حاضر ہونے کو اپنی سب سے بڑی سعادت تصوّر کرتا ہے۔ اور اس کے دیدار کو خواہ وہ کسی قیمت پر نصیب ہو۔ ارزاں سمجھتا ہے چنانچہ اہل استطاعت مال خرچ کرکے اور سفر کی صعوبت برداشت کرکے زندگی میں کم از کم ایک دفعہ وہاں پہنچتے ہیں۔ اور بے استطاعت لوگ اس شرف کے آرزومند رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو اس سعادت عظمیٰ سے بہرہ مند کرے آمین۔

اللہ تعالیٰ نے حرم کو نہ صرف انسان بلکہ حیوان کے لئے بھی دارالامان بنایا ہے۔ جو شخص اس میں داخل ہوتا ہے پناہ میں آجاتا ہے۔ (مَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا) اُس میں شکار گناہ عظیم سمجھا جاتا ہے۔ اور ہر فرقہ اور ہر طبقہ کے مسلمان ہمیشہ سے اس کی حرمت ملحوظ رکھتے آئے ہیں۔

دنیا میں متعدد شاندار عبادت گاہیں صومعے کلیسے۔ مندر اور بُت کدے اور آتشکدے موجود ہیں۔ جن کی تعمیر کے لئے بادشاہوں نے اپنے خزانوں کے دروازوں کو کھول دیا اور تزئین پر منوں چاندی سونا لعل اور جواہرات صرف کردئے۔ یہ فن تعمیر کے مکمل نمونے ہیں۔ ان کی زیبا و زینت اور گلکاری الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی اور دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ لیکن وہ غیر آباد ہیں۔ اور اکثر لوگ ان کو جانتے بھی نہیں اس کے برخلاف بیشمار مخلوق محض رضاء الٰہی کے حصول کے لئے کعبہ کی طرف مجنونانہ کھنچی چلی آتی ہے۔ جو ایک ریگستان

میں واقع ہے اور آرائش سے عاری ہے

چار ہزار برس میں زمانے نے کئی کروٹیں بدلیں۔ متعدّد انقلاب برپا ہوئے۔ ہزاروں عالی شان عمارتیں وجود میں آئیں۔ اور حوادث ارضی و سماوی کی تاب نہ لاکر خاک میں مل گئیں۔ بڑے بڑے قلعوں میں اُلّو نوبت بجا رہا ہے۔ اور محلات شاہی میں مکڑی پردہ داری کر رہی ہے۔ لیکن میں نے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے پتھر اور گارے کی جو چار دیواری بنائی تھی۔ وہ آج تک اسی شان سے قائم ہے کیونکہ اس کا محافظ اللہ ہے۔ اصحاب فیل نے رشک وحسد کی وجہ سے اس کی اینٹ سے اینٹ بجانے کا قصد کیا۔ لیکن اپنے ناپاک ارادہ میں کامیاب نہ ہوئے اور ذلت کے ساتھ ہلاک ہوئے۔ اور گھاس کی طرح کاٹے گئے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

اسی کعبہ کے جوار میں سرورِ کونین۔ رسول الثقلین۔ شاہ سریر قاب قوسین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور بعثت کی شکل میں میری دعا کا نتیجہ ظاہر ہوا۔ یہیں سے تلاوت آیات اللہ اور تدریس کتاب وحکمت اور تزکیہ نفس کا آغاز ہوا۔ اور آفتاب ہدایت کی کرنیں عالم کے گوشہ گوشہ پر ضوفگن ہوئیں۔ آج دنیا میں جو بھی روشنی ہے۔ اس کا منبع اور مخرج وہی سراج منیر جو میری دعا کے موافق اُمّ القریٰ میں طلوع ہوا تھا۔ کیسے خوش نصیب ہیں وہ بندے جو اس سے نور حاصل کرتے ہیں۔۔

اہل کتاب سے خطاب

اے یہود و نصاریٰ! مسلمانوں کی طرح تم بھی مجھے بزرگ اور واجب الاحترام پیشوا مانتے ہو۔ اور میرے دین کے اتباع کا دعویٰ کرتے ہو۔ لیکن تم اتنی موٹی بات بھی نہیں سمجھتے کہ میں نہ یہودی تھا۔ نہ نصرانی بلکہ خالص مُوحّد اور مُسلم تھا۔

مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (آل عمران ع ، پ ۳)

ترجمہ۔ ابراہیمؑ نہ یہودی تھا نہ نصرانی بلکہ وہ حنیف اور مسلم تھا۔ اور مشرکوں میں نہیں تھا۔

قَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصَارٰى تَهْتَدُوْا قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (البقرۃ ع ۱۶ پ ۱)

ترجمہ۔ وہ کہتے ہیں یہودی یا نصرانی ہو جاؤ تو تم ہدایت پاؤگے۔ کہہ بلکہ اخلاص کے ساتھ ابراہیمؑ کے دین کا اتباع کرو اور وہ مشرکوں میں نہیں تھا۔

میری طرح میری اولاد بھی یہودی یا نصرانی نہیں بلکہ مسلم تھی۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصَارٰى (البقرۃ ع ۱۶ پ ۱)

ترجمہ۔ کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور ان کی اولاد یہودی یا نصرانی تھی؟

ہم سب نسلاً بعد نسلٍ اپنے جانشینوں کو اسلام ہی کی وصیّت کرتے چلے آئے۔

وَوَصّٰى بِهَا اِبْرَاهِيْمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

(البقرۃ ع ۱۶ پ ۱)

ترجمہ ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولاد کو اس کی وصیت کی اے میرے بیٹو بے شک اللہ نے تمہارے لئے دین (اسلام) کو چن لیا پس تم نہ مرو مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

اسلام کا مطلب ہے اللہ کی اطاعت۔ اس کے قانون کا نفاذ اور اپنی مرضی کو اس کی مرضی کے تابع کرنا۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ کے نزدیک اصلی دین یہی ہے۔ اور یہی دین فطرت ہے۔ باقی نام نہاد ادیان انسان کے خود ساختہ اور اللہ کے نزدیک غیر مقبول ہیں۔

لَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آل عمران ع ۹ پ ۳)

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین میں جو کوئی ہے اس (اللہ) کے لئے جھکتا ہے۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران ع ۲ پ ۳)

ترجمہ۔ بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (الروم ع ۴ پ ۲۱)

ترجمہ۔ پس مخلص ہوکر دین کے لئے اپنے آپ کو قائم کر۔ یہ اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی خلق میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی وہی پائیدار دین ہے۔ اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ (آل عمران ع ۹ پ ۳)

ترجمہ۔ اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی دین اختیار کرے گا وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔

ہر بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اپنے مذہب کے مطابق اُسے یہودی یا نصرانی (یا کسی اور مذہب کا پیرو) بنا لیتے ہیں۔ میرا دین اسلام تھا۔

اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (البقرۃ ع ۱۶ پ ۱)

ترجمہ۔ میں نے اطاعت کی جہانوں پروردگار کی یہی میرے متبعین کا دین تھا اور ہے۔

مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (الحج ع ۱۰ پ ۱۷)

ترجمہ۔ اپنے باپ ابراہیمؑ کے دین کا اتباع کرو۔ اس نے تمہارا نام مسلم یعنی مطیع رکھا ہے۔

اس غلط فہمی میں نہ رہو کہ یہودیت یا مسیحیت باعث نجات ہے۔ بلکہ دنیا اور آخرت میں انسان کی فلاح کا مدار اللہ کی اطاعت اور عمل صالح پر ہے۔ اسی کا نام اسلام ہے۔ اللہ کا ہر نبی ہر زمانہ میں اپنے آپ کو مسلم کہتا تھا۔ اور اسلام کا داعی تھا۔ لہٰذا اس دین کو دوسرے مذہبوں کے برخلاف کسی شخص۔ قوم یا ملک کی طرف منسوب کرنے کی بجائے اللہ کی طرف منسوب کرکے اسلام یعنی اطاعت الٰہی کیا گیا ہے۔

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ (البقرۃ ع ۱۳ پ ۱)

ترجمہ۔ ہاں جس نے اللہ کے لئے اپنا منہ جھکایا۔ اس حال میں کہ وہ نیکوکار ہو۔ تو اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے۔ اور ایسے لوگوں کو کوئی ڈر نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

دوسرے مذہبوں کے رائج الوقت نام اللہ کے تجویز کئے ہوئے نہیں بلکہ ان کے متبعین کے وضع کردہ ہیں کیا تم تورات اور انجیل کی ایک بھی آیت ایسی پیش کر سکتے ہو۔ جس میں موسیٰؑ کے دین کا نام یہودیت اور مسیح کے دین کا نام مسیحیت رکھا گیا ہو؟ کیا موسیٰ علیہ السلام اپنے آپ کو یہودی اور مسیح اپنے آپ کو مسیحی کہتا تھا؟ کیا اُنہوں نے تمہارا نام یہودی اور مسیحی رکھا؟ تمہارے پاس یہودی اور مسیحی کہلانے کی کیا سند ہے هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

اے اہل ہنود کیا تم اپنی متعدد مذہبی

کتابوں میں سے کسی ایک میں کسی جگہ لفظ "ہندو" یا "ہندی" دکھا سکتے ہو؟ تمہارے دھرم کا نام ہندو دھرم کس نے تجویز کیا؟ تم اپنے ملک کی بعض چیزوں کو تعصب کی بنا پر "بدیشی" کہہ کر مردود قرار دیتے ہو۔ لیکن "ہندو" اور "ہندی" بھی تو بدیشی تھا۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

اے بودھو۔ کیا بدھ نے تمہارا نام بودھ رکھا؟ اور کیا وہ اپنے آپ کو بودھ کہتا تھا؟

اے پارسیو! کیا ژند اوستا میں کہیں لکھا ہے۔ کہ زرتشت نے اپنے ماننے والوں کا نام پارسی رکھا؟ پارس تو اس کے ملک کا نام تھا۔ جس کا ہر باشندہ خواہ وہ اس کی تعلیم کا منکر ہو پارسی اس میں اس کی پیروی کی کیا خصوصیت ہے؟

اس سے قطعی ثابت ہوگیا۔ کہ اللہ کا دین جس کا اتباع تمام بندوں پر واجب ہے صرف اسلام یعنی اطاعت الٰہی ہے۔ اسی پر کائنات کا نظام مبنی ہے۔

أَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّإِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ (آل عمران ع ۹ پ ۳)

ترجمہ کیا وہ اللہ کے دین کے سوا کوئی دین تلاش کرتے ہیں۔ حالانکہ آسمانوں اور زمین میں جو کوئی ہے خوشی اور ناخوشی سے اسی کے سامنے جھکا ہوا ہے۔ اور اسی کی طرف وہ لوٹائے جائیں گے۔

اسلام کے سوا تمام مذاہب بے اصل اور انسانوں کے اختراع ہیں۔ جن کا نام بھی ان کی کتابوں میں نہیں بتایا گیا ہے۔ اور ان کا کوئی کلمہ بھی نہیں ہے۔

میں اسی دین اسلام پر عمل کرتا تھا۔ اور اسی کی دعوت دیتا تھا۔

وَمَنْ أَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا (النساء ع ۱۸ پ ۵)

ترجمہ۔ اور دین کے لحاظ سے کون کون اس سے بہتر ہے جس نے اللہ کے لئے اپنا منہ جھکا دیا۔ اس حال میں کہ وہ نیکوکار رہا اور مخلص ہوکر ابراہیمؑ کے دین کا اتباع کیا۔ اور اللہ نے ابراہیم کو دوست بنایا۔

اس سے انحراف وہی شخص کرسکتا ہے جو عقل سے کام نہ لے۔

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ إِبْرٰهِيْمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهٗ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (البقرۃ ع ۱۶ پ ۱)

ترجمہ۔ اور بے وقوف کے سوا کون ابراہیمؑ کے دین سے روگردانی کر سکتا ہے۔ اور ہم نے اسے دنیا میں چن لیا اور بے شک وہ آخرت میں صالحین میں ہے۔

نبی آخرالزمانؐ کوئی نیا دین نہیں لائے۔ بلکہ اسلام کی جس عمارت کا سنگ بنیاد میں نے رکھا تھا۔ اس کو آپؐ نے مکمل کیا۔

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا (المائدۃ ع ۱ پ ۶)

ترجمہ۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنا انعام پورا کردیا اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا

قُلْ إِنَّنِيْ هَدٰنِيْ رَبِّيْ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (الانعام ع ۲۰ پ ۸)

ترجمہ۔ کہہ بے شک میرے رب نے مجھے راہ راست کی طرف ہدایت کی جو ابراہیمؑ حنیف کا مضبوط دین ہے۔ اور وہ مشرکوں میں نہیں تھا۔

پس اے یہود و نصاریٰ! اگر تم دل سے میرا نام لیوا ہو اور مجھے قائد تسلیم کرتے ہو۔ اور رضاء الٰہی کے طالب ہو تو زبانی دعویٰ پر اکتفا نہ کرکے میرا دین اسلام اختیار کرو اور یہودی اور مسیحی کہلانے کی بجائے مسلم کہلاؤ کیونکہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ علیہما السلام بھی مسلم ہی تھے۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلٰى إِبْرٰهِيْمَ وَإِسْمٰعِيْلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (آل عمران ع ۹ پ ۳)

ترجمہ کہہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو نازل کیا گیا ہم پر اور جو نازل کیا گیا ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور قبائل پر اور اس پر جو دیا گیا موسیٰؑ و عیسیٰؑ اور (دوسرے) نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے ہم ان میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔

گویا اسلام کسی انسان کی ایجاد نہیں بلکہ ایک ازلی اور ابدی صداقت ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء جن میں میں بھی شامل ہوں۔ لوگوں کو بلاتے رہے ہر زمانہ میں بدنفس لوگ ذاتی ۔۔۔ اغراض کے لئے اس صداقت پر پردے ڈالتے رہے یہاں تک کہ جب یہ لوگوں کی نظر سے بالکل اوجھل ہوگئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے میری دعا کے مطابق میری اور اسمٰعیل کی نسل میں اپنے سب سے بڑے اور آخری نبی کو مکہ میں مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے اس حقیقت کو ہمیشہ کے لئے واضح اور مکمل شکل میں پیش کیا۔ اور اللہ تعالیٰ خود اس کا محافظ بن گیا۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر ع ۱ پ ۱۴)

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ذکر (قرآن) نازل کیا۔ اور بے شک ہم اس کے محافظ ہیں۔

صداقت پر کسی کی اجارہ داری قائم نہیں یہ ایک مشترکہ متاع ہے۔ اسے جہاں پاؤ۔ اپنی ہی گم شدہ چیز سمجھ کر قبول کرلو لہٰذا تم کو اسلام قبول کرنے میں مطلق تامل نہ کرنا چاہئے۔

افسوس ہے کہ تم بنی اسماعیل سے رقابت اور عداوت کے جوش میں صراط مستقیم کو چھوڑ کر مغضوب اور ضال بن گئے۔ اور حق پوشی میں اس قدر غلو کیا کہ اسماعیل کی بجائے اسحاقؑ کو ذبیح قرار دے دیا۔ حالانکہ قربانی بڑے بیٹے کی ہوا کرتی تھی۔ اور اسماعیل کی قربانی کے وقت تک اسحاق پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قربانی سے خوش ہوکر اسحاق کی ولادت کی خوشخبری دی۔

تم نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لئے منکر ہو کہ وہ بنی اسماعیلؑ میں سے تھے اور تمہارے نزدیک نبوت اور امامت صرف بنی اسرائیل سے مخصوص ہے۔ کیا تم اتنا بھی نہیں جانتے کہ رسول بنانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ وہی بہتر جانتا ہے۔ کہ اس منصب جلیل کا اہل کون ہے۔ اس کا فیصلہ کرنا تمہارا یا کسی انسان کا حق نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے امامت کا وعدہ اسحاقؑ سے نہیں بلکہ مجھ سے اور میری صالح ذریت سے کیا تھا۔ اور میری ذریت ہونے میں بنی اسماعیل اور بنی اسرائیل دونوں برابر ہیں تمہارے

پاس جو تورات ہے۔ اس سے قطعی ثابت ہے۔ کہ ان دونوں کو یکساں برکت دی گئی۔ اور میری اور اسحاق کی طرح اسماعیل اور ہاجرہ سے بھی عہد کیا گیا۔ اس صورت میں برکات الٰہیہ کا صرف بنی اسرائیل کے ساتھ مخصوص کرنا ترجیح بلامرجح ہے۔

اے یہود! اس دھوکے میں نہ رہو۔ کہ تم میری اولاد ہو۔ محض یہ بات قابل فخر اور مفید نہیں۔ میرا دین اسلام تھا اور اسلام کوئی موروثی چیز نہیں۔ بلکہ عمل کا پیغام ہے جب تک تم اس پر عامل رہے انعام الٰہی کے مستحق اور سربلند رہے۔ لیکن جب تم نے شریعت کی روح کو نظر انداز کرکے رسم پرستی اختیار کی تو نعمت اور فضیلت کا تاج اُتار کر تم کو ذلت و مسکنت کا طوق پہنایا گیا۔ جس سے دولت کی کثرت یا میرا نسلی تعلق تم کو بچا نہیں سکا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کچھ باتوں میں میرا امتحان لیا تھا۔ جب میں کامیاب ہوا تو اس نے مجھے امامت عطا کی میں نے پوچھا کیا یہ امامت میری اولاد کو بھی حاصل ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ عہدہ کسی کی میراث نہیں۔ بلکہ صرف متقیوں کے لئے ہے تمہاری اولاد میں جو ظالم اور نافرمان ہوں گے ان سے میرا وعدہ نہیں ہے۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ۝ (البقرۃ ع ۱۵ پ ۱)

ترجمہ۔ اور جب ابراہیمؑ کو اس کے ربّ نے کچھ باتوں میں آزمایا اور اس نے وہ باتیں پوری کردیں تو اللہ نے کہا کہ میں تجھے لوگوں کا امام بناتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے پوچھا اور میری اولاد میں؛ تو اللہ تعالیٰ نے کہا میرا عہد ظالموں کے لئے نہیں ہے۔

میری اولاد میں جو ظالم اور کافر ہوگا۔ اس کے لئے عذاب کی وعید ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (البقرۃ ع ۱۵ پ ۱)

ترجمہ۔ اور جب ابراہیمؑ نے کہا کہ اے رب میرے! اسے ایک امن کا شہر بنا۔ اور اس کے ان باشندوں کو جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں پھل عطا کر۔ اللہ نے کہا کہ جو کوئی کفر کرے گا میں اسے تھوڑی مدت (دنیوی زندگی میں) فائدہ دوں گا پھر اسے آگ کے عذاب کی طرف دھکیلوں گا۔ اور یہ بُرا ٹھکانا ہے۔

میری یہ دعا صرف مومنوں کے لئے تھی کیونکہ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِىُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (آل عمران ع ۷ پ ۳)

ترجمہ۔ بے شک ابراہیمؑ سے قریب ترین تعلق رکھنے والے وہ ہیں۔ جو اس کا اتباع کرتے ہیں۔ اور یہ نبی (پیغمبر اسلامؐ) اور وہ لوگ جو ایمان لائے۔

فَمَنْ تَبِعَنِىْ فَاِنَّهٗ مِنِّىْ وَمَنْ عَصَانِىْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (ابراھیم ع ۶ پ ۱۳)

ترجمہ۔ پس جو کوئی میرا اتباع کرے گا۔ پس وہ مجھ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جو کوئی میری نافرمانی کرے گا۔ پس بے شک تو مغفرت اور رحم کرنے والا ہے۔ (اس کا معاملہ تیرے سپرد ہے)

اے اہل کتاب؛ اگر تم مجھ سے تعلق رکھنا چاہتے ہو۔ تو تم پر لازم ہے۔ کہ میرا یعنی میرے دین اسلام کا اتباع کرو " جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا۔ اور اپنی اصل شکل میں موجود ہے۔ تم سے اللہ تعالیٰ کا یہی مطالبہ ہے۔

فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا

(آل عمران ع ۱۰ پ ۴)

ترجمہ۔ پس مخلص بن کر ابراہیمؑ کے دین کا اتباع کرو۔

تعصب اور تنگ نظری کی بنا پر صداقت کو رد کرکے اللہ تعالیٰ کی نعمت سے محروم نہ ہو۔ میری اولاد میں ہونا تم کو اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ اور اَحِبَّآؤُهٗ نہیں بنا سکتا۔ اگر اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو۔ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔ ان کا مطیع میرا مطیع اور ان کا منکر میرا منکر ہے۔ اگر تم ان سے روگردانی کروگے۔ تو میں تمہارے کام نہ آؤں گا۔ کم سے کم اس عہد کا پاس کرو جو تم نے اپنے مورث اعلیٰ یعقوب سے کیا تھا۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِىْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

ترجمہ۔ کیا تم گواہ تھے۔ جب یعقوبؑ کو موت آئی جب اس نے کہا اپنے بیٹوں سے میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے؛ وہ بولے ہم عبادت کریں گے تمہارے اِلٰہ کی اور تمہارے آباء ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کے اِلٰہ کی جو ایک ہی اِلٰہ ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔ مُسلم بنو اور خدا کے رکھے ہوئے نام سے اعراض نہ کرو۔

مسلمانوں سے خطاب

اے اہل اسلام! تم کو اسی سعادت پر اللہ کا شکر کرنا چاہیئے کہ تم سید المرسلین خاتم النبیین۔ امام الثقلین رحمۃ للعالمین۔ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر صراط مستقیم پر چل رہے ہو۔ اور اُمَّةً وَّسَطًا اور خَيْرَ اُمَّةٍ " قرار دئے گئے ہو مجھ سے تمہارا خاص تعلق ہے۔ میری دعا کے مطابق نبی آخرالزماں نے مبعوث ہوکر تم کو اللہ کا کلام سُنایا۔ کتاب و حکمت سکھائی راہ راست دکھائی اور ساری بُرائیوں سے پاک کرکے با اخلاق اور باخدا انسان بنایا۔ میں بھی مسلم تھا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسلم تھے۔ اور تم بھی مسلم ہو۔ اللہ تعالیٰ کا یہ رکھا ہوا نام کتنا پیارا ہے۔ کوئی انسان جو اس کے معنیٰ سے واقف ہو اپنے مسلم ہونے کا انکار نہیں کرسکتا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری اولاد میں تھے۔ اس لئے میری کُنیت ابو محمدؐ ہے۔ شکل میں بھی وہ مجھ سے مشابہ تھے میں نے بیت اللہ کی تجدید کی جو تمہارا قبلہ ہے۔ تمہارے لئے جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمونہ ہیں

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ

(الاحزاب ع ۳ پ ۲۱)

ترجمہ۔ بے شک تمہارے لئے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اچھا نمونہ ہے۔ اس شخص کے لئے جو اللہ اور پچھلے دن سے امید رکھتا ہو۔

اسی طرح میں بھی نمونہ ہوں۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِىْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ (الممتحنۃ ع ۱ پ ۲۸)

بے شک تمہارے لئے ابراہیمؑ اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے بے شک تمہارے لئے ان میں ایک اچھا نمونہ ہے اس کے لئے جو

اللہ اور پچھلے دن سے امید رکھتا ہو

میں از سرتاپا "مسلم" یعنی اللہ کا فرمانبردار بن گیا - میری پوری زندگی "اسلام" کی عملی تفسیر تھی - میرا ہر کام اسلام تھا - میں نے مشرکانہ فضا میں آنکھ کھولی اور اپنے خاندان اور قوم کو ستاروں اور بتوں کی پوجا کرتے دیکھا مگر اسلام نے مجھے ان جھوٹے معبودوں سے برگشتہ کر دیا - میری زبان سے "لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ" اور "اِنِّیْ بَرِیْۗءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ" کہلوایا اور میرے ہاتھوں سے بتوں کو پاش پاش کرایا - مجھ سے میرے باپ کو جدا کیا اور پیارا وطن چھڑایا - اسلام ہی سے مجھے یہ حوصلہ حاصل ہوا کہ جان پر کھیل کر نمرود کے دربار میں پہونچ گیا اور پوری قوم کے مقابلے میں سینہ سپر ہو گیا - یہ اسلام ہی تھا - جس نے مجھے -

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران ع ۱۰ پ۴)

ترجمہ - تم ہرگز نیکی حاصل نہ کرو گے - جب تک کہ وہ چیز خرچ نہ کرو جس سے تم محبت کرتے ہو

بموجب اپنی رفیقہ حیات اور نور بصر سے دست بردار ہونے اور پھر اپنے عصائے پیری پر چھری چلانے پر آمادہ کیا -

میں نے اپنے رب سے اَسْلَمْتُ کا جو اقرار کیا تھا - اس کے متعلق اس نے بارہا ہر طرح میری آزمائش کی جیسا کہ اس کی سنت ہے -

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ -

(العنکبوت ع ۱ پ۲۰)

ترجمہ - یہ کہنے پر چھوڑ دیا جائے گا کہ "ہم ایمان لائے" اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی -

جب میں ان آزمائشوں میں پورا اُترا تو اس نے مجھے امامت عطا کی - یہ بات قابل لحاظ ہے کہ امامت اور فضیلت کے لئے امتحان میں کامیابی شرط ہے - امتحان سے پہلے امامت کی توقع نہ رکھو قرآن میں گزشتہ انبیاء اور ان کی امتوں کے حالات قصہ کے طور پر نہیں بلکہ عبرت کے لئے بیان کئے گئے ہیں - چنانچہ میرے حالات تمہارے لئے اُسوہ حسنہ ہیں - یعنی تم کو بھی ایسے حالات پیش آئیں گے اور امتحان میں کامیاب ہونے پر امام بنایا جائے گا -

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (النور ع ، پ۱۸)

ترجمہ - وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے - کہ ان کو دنیا میں اسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح اس نے ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا -

ایمان اور عمل صالح کے بغیر خلافت نہیں مل سکتی - پس تم مصائب سے نہ گھبراؤ اور بڑے سے بڑے خطرے سے ڈر کر صراط مستقیم سے نہ ہٹو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن نہ چھوڑو - یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ قربانی کو ضائع نہیں کرتا - بلکہ اس کا بہت بڑا اجر دیتا ہے - میں نے اس کی راہ میں جو قربانیاں کی ہیں ان کو قبول کر کے اس نے مجھے دنیا اور آخرت میں ممتاز بنایا اور میرے درجات بلند کئے -

یاد رکھو کہ قانونِ قدرت یہ ہے - کہ قربانی کے بغیر کوئی ترقی اور کمال ممکن نہیں - جتنا بڑا کمال ہوگا - اس کے حصول کے لئے اتنی ہی بڑی قربانی کی ضرورت ہے - سب سے بڑا اور روحانی کمال "المسلم" یعنی اللہ کا مطیع بننا ہے - لہذا اسلام سب سے بڑی قربانی کا تقاضا کرتا ہے - یعنی اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی کے تابع کرنا - اور نفس کی ناجائز خواہشوں کو پامال کرنا - میری طرح تم کو بھی پرکھا جائیگا دعویٰ بلا دلیل قبول نہیں کیا جائیگا جو امتحان میں کامیاب ہوگا - وہی اپنے دعوے میں سچا سمجھا جائیگا ورنہ جھوٹا -

اے اہل اسلام اسلام! یہودیوں کے انجام سے عبرت حاصل کرو - وہ جب تک میرے نقشِ قدم پر چلتے اور شریعت موسویہ پر عمل کرتے رہے تمام قوموں کے سردار بنے رہے - لیکن وہ راہِ راست سے ہٹ کر ظالم بن گئے - تو امامت سے محروم ہو کر محکوم بن گئے اور غضب الٰہی کے مستحق ہوئے - اسی طرح تم جب تک صحیح معنے میں "مسلم" رہے - اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (اگر تم مومن ہو تو تم ہی اونچے رہو گے) کے مصداق بن کر دنیا پر غالب رہے لیکن جب تم نے یہودیوں کے قدم بقدم چل کر عمل بالقرآن اور اطاعت رسول کو ترک کر کے دوسرے ذریعوں سے ہدایت حاصل کرنی چاہی تو ذلیل ہو گئے - اور موجودہ حالت کو پہنچ گئے

تم مجھے اپنا روحانی مقتدا مانتے ہو اور ہر نماز کے تشہد میں اپنے نبیؐ کے بعد میرا بھی نام لیتے ہو - اور ہر سال میری قربانی کی یادگار مناتے ہو - لیکن کوشش کرو - کہ تمہارے اعمال رسمی اور بے روح نہ ہوں - بلکہ ان سے میرے اتباع کا جذبہ اور اپنی ہر محبت پر قربان کرنے کا جوش پیدا ہو - اسی کا نام اسلام ہے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ

(البقرہ ع ۲۰ پ۲)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ -

محمد شفیع عمر الدین (سانگھڑ)

نماز

(۳)

۱۵ - نماز قائم کرو

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۔

(الحج آیت ۷۸ ع ۱۰ -)

ترجمہ :- پس نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو - اور اللہ کو مضبوط پکڑو - وُہی تمہارا مولیٰ ہے - پھر کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار ہے -

"یعنی انعامات الٰہیہ کی قدر کرو - اور نام و لقب (مسلمان) اور فضل و شرف کی لاج رکھو اور سمجھو کہ تم بہت بڑے کام کے لئے کھڑے کئے گئے ہو - اس لئے اپنے آپ کو نمونۂ عمل بناؤ - نماز، زکوٰۃ (بالفاظِ دیگر بدنی و مالی عبادات) میں کوتاہی نہ ہونے پائے - ہر کام میں اللہ کی رسی مضبوط پکڑے رکھو - ذرا بھی قدم جادۂ حق سے اِدھر اُدھر نہ ہو

اس کے فضل و رحمت پر اعتماد رکھو تمام کمزور سہارے چھوڑ دو۔ تنہا اسی کو اپنا مولیٰ و مالک سمجھو۔ اس سے اچھا مالک اور مددگار اور کون ملے گا؟"
(حضرت مولانا عثمانی رح)

۱۶۔ آقا کا مومن بندوں کو حکم کہ نماز پڑھو

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ۝

(ابراہیم - آیت ۳۱ - ع - ۶)

ترجمہ:- میرے بندوں کو کہہ دو جو ایمان لاتے ہیں۔ نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کریں، اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس دن نہ خرید و فروخت ہے نہ دوستی۔

"یعنی نیک عمل بکتے نہیں اور کوئی دوستی سے رعایت نہیں کرتا۔" (موضح القرآن)

مومن بندے پر فرض ہے کہ آقائے حقیقی کے نہ صرف اس حکم بلکہ سب احکام کو بسر و چشم قبول کرے۔ فرمانبردار بنے۔ نافرمان اور باغی نہ بنے۔

۱۷۔ نمازی مومنوں کے لئے بشارتِ رحمت

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (التوبۃ آیت ۷۱ - ع ۹)

ترجمہ:- اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ اور **نماز** قائم کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور رسولؐ کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ رحم کرے گا۔ بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائیگا۔ ان کے اوصافِ حمیدہ یہ ہیں:-

(۱) سب مومن مرد اور مومن عورتوں کا مسلک ایک ہے۔ وہ دین کے معاملات میں ایک دوسرے کے معاون اور مددگار ہیں۔

(۲) نیک باتوں کی دوسروں کو ہدایت کرتے ہیں۔

(۳) اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔

(۴) نماز پنجگانہ سب شرائط اور ارکان بجا لاکر باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔

(۵) اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔

ہر فرد بشر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا محتاج ہے۔ اس لئے اسے اپنے اندر مذکورہ بالا اوصاف پیدا کرنے چاہئیں۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝

(لقمٰن آیت ۲-۳ - ع - ۱)

ترجمہ:- یہ آیتیں حکمت والی کتاب کی ہیں جو نیک بختوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ وہ جو نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

حاصل کلام

(۱) قرآن مجید نیک بختوں کا دستور العمل ہے۔ جو موجب رحمت ہے۔

(۲) نیک وہ ہے جو پنجگانہ **نماز** پابندی سے ادا کرے۔

(۳) نیز زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرے۔

(۴) اور آخرت پر یقین رکھے جس دن ہر نیک و بد عمل کا حساب ہوگا۔

اب جو قرآنِ کریم (اور اس کی عملی شرح حدیث) پر نہ چلے، نماز نہ پڑھے، زکوٰۃ نہ دے اور آخرت کے حساب و کتاب کو دھیان میں نہ رکھے وہ اپنے ضمیر سے خود پوچھ لے کہ کیا وہ قرآنی اصطلاح میں نیک بخت کہلانے کا حق دار ہے؟ کیا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہو سکتا ہے؟

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

(النور آیت ۵۶ - ع ۷)

ترجمہ:- اور نماز پڑھا کرو۔ اور زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی فرمانبرداری کیا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

یعنی

اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے گا اگر تم میں یہ خصائل ہوں گے۔

(۱) نماز قائم کرو گے

(۲) زکوٰۃ دو گے۔

(۳) علاوہ ازیں زندگی کے سب شعبوں میں اسوۂ حسنہ کو اپنا دستور العمل بناؤ گے۔

۱۸۔ احکام اللہ و احکام رسولؐ پر چلنے والے مومنین کو خوف و حزن درپیش نہ آئیگا

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (البقرۃ آیت ع)

ترجمہ:- جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اور نماز کو قائم رکھا اور زکوٰۃ دیتے رہے تو ان کے رب کے ہاں ان کا اجر ہے اور ان پر کوئی خوف نہ ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

یعنی

۱۔ جو لوگ ایمان لائے۔

۲۔ نیک کام (قرآن اور حدیث کے مطابق) کرتے رہے۔

۳۔ من جملہ ان کاموں میں ایک نماز بھی ہے۔ جو پابندی سے ادا کرتے رہے۔

۴۔ اور زکوٰۃ دیتے رہے۔

۵۔ انھیں کاموں کا ثواب ملے گا۔

۶۔ یوم حساب کے دن بے فکر رہیں گے کسی طرح کا خوف و حزن نہ ہوگا۔

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا

رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝

(الشوریٰ آیت ۳۶-۴۰-ع-۴)

ترجمہ :- پھر جو کچھ تمھیں دیا گیا ہے، وہ دُنیا کی زندگی کا سامان ہے۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر اور سدا رہنے والا ہے۔ یہ ان کے لئے ہے جو ایمان لائے۔ اور اپنے ربّ پر توکّل کرتے ہیں اور وُہ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیؔ سے بچتے ہیں۔ اور جب غصّہ میں ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔ اور ان کا کام باہمی مشورہ سے ہوتا ہے۔ اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ دیا بھی کرتے ہیں۔

حاصل کلام

جو کچھ تمھارے پاس ہے وُہ دنیا کی حیاتی کا تھوڑا سامان ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ملنے والا ہے وہ بہت زیادہ اور سدا رہنے والا ہے۔

جن کو اللہ کے ہاں ملنے والا ہے۔ اُن کے اوصاف یہ ہیں۔

(۱) ایمان لانا

(۲) اللہ پر توکّل رکھنا۔ قلّت یا کثرتِ سامان پر بھروسہ نہیں صرف اللہ پر ہے اور اپنی کامیابی کا پورا یقین ہے۔

(۳) گناہ اور بے حیائیؔ کے کاموں سے پرہیز کرنا

(۴) جب کسی کی کمزوری پر غصّہ آئے تو یہ سمجھ کر کہ یہ بات تو ہم میں بھی ہے، معاف کر دینا۔

(۵) اپنے ربّ کا ہر حکم ماننا۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف بُلایا جائے تو فوراً حاضر ہو جانا۔ جب کسی دینی کام کی طرف بُلایا جائے تو سب کام چھوڑ کر حاضر ہو جانا۔

(۶) تعلّق باللہ ٹھیک رکھنا۔ نماز کو پابندیٔ وقت سے ادا کرنا۔

(۷) سب کام (دینی یا دنیوی) باہمی مشورہ سے کرنا۔ مشورہ سے مساوات پیدا ہوتی ہے

(۸) جو رزق ملتا ہے اس کو دینی کاموں میں خرچ کرنا۔

۱۹- نمازی ہی دوستی کے قابل ہیں

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ۝

(البقرۃ - ایۃ)

ترجمہ :- تمہارا دوست تو اللہ تعالیٰ، اور اس کا رسُولؐ، اور ایمان دار لوگ ہیں۔ جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ حاضری کرنے والے ہیں۔

"تمھارے دوست تو (جن سے تمُ کو دوستی رکھنا چاہیئے **اللہ تعالیٰ** اور **اس کے رسُول** (صلّی اللہ علیہ وسلم) اور **ایماندار لوگ** ہیں جو کہ اس حالت سے **نماز** کی پابندی کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں کہ ان (کے دلوں) میں خشوع ہوتا ہے۔ (یعنی عقائد اخلاق و اعمال بدنی و مالی سب کے جامع ہیں)"۔

(بیانُ القرآن)

حاصل کلام ہمیں چاہیئے کہ اپنی بود و باش ایسے ایمان داروں کے ساتھ رکھیں جن کے اوصاف اِس آیت میں مذکور ہیں۔ اور بے دینوں اور بد اعتقاد لوگوں سے دُور رہیں۔

۲۰- دینی بھائی نمازی ہیں

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ ط وَنُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝

(التوبۃ ایت ۱۱- ع - ۱۲)

ترجمہ :- اگر یہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو دین میں تمھارے بھائی ہیں۔

"یعنی اب بھی اگر کفر سے توبہ کر کے اِحکام دینیہ (نماز زکوٰۃ وغیرہ) پر عمل پیرا ہوں تو نہ صرف یہ آئندہ کے لئے محفوظ و مامون ہو جائیں گے بلکہ اِسلامی برادری میں شامل ہو کر اُن حقوق کے مستحق ہونگے جن کے دوسرے مسلمان مستحق ہیں۔ جو کچھ بد عہدیاں اور شرارتیں پہلے کر چکے ہیں۔ سب معاف کر دی جائیں گی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "یہ جو فرمایا کہ بھائی ہیں حکم شریعت میں اِس سے سمجھ لیں جو شخص قرائن سے معلوم ہو کہ ظاہر میں مسلمان ہے اور دل سے یقین نہیں رکھتا اس کو حکم ظاہری میں مسلمان گنیں۔ مگر معتمد اور دوست نہ بنائیں"۔

(حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانی رح)

۲۱- نمازیوں کیلئے بخشش اور عزّت کا رزق

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۝ج الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ط لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ۝ج

(الانفال آیت ۲-۴-ع-۱- پ۹)

ترجمہ :- ایمان والے وُہی ہیں جب اللہ کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جائیں۔ اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں اور وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے اُنھیں رزق دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی سچّے ایمان والے ہیں۔ ان کے ربّ کے ہاں ان کے درجے ہیں۔ اور بخشش ہے اور عزّت کا رزق ہے۔

حاصل کلام

ایمان داروں کے لئے مغفرت، بخشش اور عزّت و آبرو کی روزی ہے۔

مگر صحیح معنوں میں ایمان دار یہ حضرات ہیں۔

۱- جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دلوں میں اس کا خوف پیدا ہو جاتا ہے۔

۲- قرآن مجید کی آیات سُن کر اُن کا ایمان اور زیادہ قوی اور مضبوط ہو جاتا ہے۔

۳- وہ اپنے ربّ پر بھروسہ کرتے ہیں۔

۴- وہ **نماز** کو پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

۵- جو روزی انھیں ملی ہے اس میں خُدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

اب اپنا جائزہ لیجئے کہ کیا ہم میں مذکورہ بالا اوصاف ہیں؟ اگر خدانخواستہ نہیں تو پھر ہم مغفرت، بخشش اور عزّت و آبرو کی روزی کے حق دار کیسے بن سکتے ہیں؟

فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ۔

۲۲۔ نماز کی برکت سے
گناہوں کی بخشش

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَبَعَثْنَا مِنْہُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا ط وَقَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مَعَکُمْ ط لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْھُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُکَفِّرَنَّ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَلَاُدْخِلَنَّکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْھٰرُ ج فَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ مِنْکُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۝

(المآئدۃ آیت ۱۲)

ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا۔ اور ہم نے ان میں بارہ سردار مقرر کئے اور اللہ تعالیٰ نے کہا۔ میں تمہارے ساتھ ہوں، اگر تم **نماز** کی پابندی کروگے اور **زکوٰۃ** دیتے رہوگے اور میرے سب رسولوں پر ایمان لاؤگے اور ان کی مدد کروگے۔ اور اللہ کو اچھے طور پر قرض دیتے رہوگے تو میں ضرور تمہارے گناہ تم سے دُور کر دوں گا اور باغوں میں داخل کروں گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ پھر جو کوئی تم میں سے اس کے بعد کافر ہُوا وہ بے شک سیدھے راستے سے گمراہ ہُوا

جن باتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے گناہ معاف کرنے کا فرمایا ان میں ایک **نماز** بھی ہے۔
لہٰذا **نماز** کی برکت سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرماتا ہے۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتاؤ اگر کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ روزانہ پانچ بار اس میں غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل رہ سکتا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا، کچھ میل باقی نہیں رہ سکتا۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہی حالت پانچوں نمازوں کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ گناہ مٹا دیتا ہے۔

۲۳۔ نماز کی بدولت دُنیا میں امان اور آخرت میں نجات مل سکتی ہے

مشرکین کے بارے میں فرمایا:۔

مضامینِ قرآن حکیم

جناب ایم عبدالرحمٰن (شیخوپورہ)

وَھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ اِلَیْکُمُ الْکِتٰبَ مُفَصَّلًا ط پ ۸ ع ۱

(ترجمہ) اور اللہ وہ ہے جس نے تم پر مُفصّل کتاب اُتاری

بہارِ عالم حُسنش دل وجاں تازہ میدارد
برنگ اصحابِ صورت را بہ بُو اربابِ معنی را
گر تو مے خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن (اقبال)

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَھُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

(التوبہ آیت ۵۔ ع ۱)

ترجمہ:۔ پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یعنی اگر کُفر چھوڑ کر اسلام لے آئیں اور اسلام کے کام کرنے لگیں۔ مثلاً نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں تو ان کے ساتھ جہاد نہیں کیا جاتا۔ اب انھیں دُنیا میں امن مل گیا اور آخرت میں بھی نجات ملے گی۔

حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ فرماتے ہیں۔
"......... البتہ اگر بظاہر کُفر سے توبہ کر کے اسلامی برادری میں داخل ہو جائیں، جس کی بڑی علامت نماز ادا کرنا، اور زکوٰۃ دینا ہے۔ تو پھر مسلمانوں کو اِن سے تعرض کرنے اور اُن کا راستہ روکنے کی اجازت نہیں۔ رہا باطن کا معاملہ وُہ خُدا کے سپُرد ہے۔ مسلمانوں کا معاملہ اس کے ظاہر کو دیکھ کر ہوگا۔

اِس آیت سے معلوم ہُوا کہ اگر کوئی شخص کلمۂ اسلام پڑھ کر نماز ادا نہ کرے یا زکوٰۃ نہ دے تو مسلمان اس کا راستہ روک سکتے ہیں۔

امام احمدؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ کے نزدیک اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ تارکِ صلوٰۃ اگر توبہ نہ کرے تو اُسے قتل کر دے۔ (امام احمدؒ کے نزدیک ردّۃً اور امام شافعیؒ کے نزدیک حداً و تعزیراً)۔

امام ابُوحنیفہؒ فرماتے ہیں اُسے خوب زد و کوب کرے اور قید میں رکھے۔ حَتّٰی یَمُوْتَ اَوْ یَتُوْبَ (حتّٰی کہ مرجائے یا توبہ کرے)۔

بہر حال تخلیۂ سبیل کسی کے نزدیک نہیں ...."

قرآنِ حکیم میں سیاست کے تمام گُر ہیں، تمدن کے تمام ابواب، معاشرت اور اطاعت الٰہی کے تمام اصول کو کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ وہ امن و انصاف کا سب سے بڑا حامی ہے، وہ فتنہ و فساد، کفر و شرک کو قتل سے زیادہ خطرناک قرار دیتا ہے۔ اس نے مروّت و اخلاق کا معیار بہت بُلند کیا، اس نے سُود کو حرام قرار دے کر غریبوں پر رحم کیا ہے۔ اس نے طلاق اور خُلع کے مسائل وضع کر کے عورتوں کو ان کے جائز حقوق دلوائے۔ اس نے عورت کو گھر کی زینت قرار دیا۔ اس نے کسبِ حلال کو لازم قرار دیا، مدیون کے لئے سہولتیں بہم پہنچائیں جہانگیری و جہانبانی کے اصول سکھلائے محکوم قوموں کے ساتھ انصاف کے سلوک کی تاکید کی، یتیموں سے پیار اور محبت کرنا سکھایا، جائیداد میں عورت کو حصہ دار ٹھہرایا، وصیت کی ایک حد قائم کی۔ ہمسائے کے حقوق کو وضاحت سے بیان کیا غیبت سے نفرت دلوائی۔ ایک دوسرے کے نام دھرنے کی ممانعت فرمائی، گالی گلوچ کو ممنوع قرار دیا۔ اور اسے منافق کی علامت بتایا، ایفائے عہد اور سچ بات کہنے کی تاکید کی۔ چوری ڈاکہ زنا کی سزائیں مقرر کیں، ہر امر میں خدا سے ڈرتے رہنے کی تاکید کی، والدین کے حقوق کی وضاحت کی۔ ان کے ادب و احترام کی یہاں تک تاکید کی کہ ان کو اُف تک بھی کہنا ممنوع قرار دیا، سخاوت اور بُخل کا معیار قائم کیا، غرض قرآن کی تعلیم نے اخلاقِ انسانی کو وہ جلا دی کہ انسان کو ملائکہ سے بڑھا دیا ایسی عجیب و غریب تعلیم کسی کتاب میں ڈھونڈنے سے نہیں مل سکتی، مسلمانوں نے اس دَورِ جہالت کو مٹا کر ایسا عالم بسایا جس کی بنیاد خدا ترسی و خدا پرستی، امن و انصاف اور راحت و سکون پر مبنی تھی زمانہ قدیم کی تاریخ پڑھتے پڑھتے جب مسلمانوں کے دَور کا ذکر آتا ہے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ریگستان اور صحرائے ریگ زار سے نکل کر سرسبز و شاداب باغ میں قدم رکھا ہے۔ جہاں گل و لالہ اور نسرین و نسترن تن مُردہ میں تازہ روح پھونکتے ہیں اور جہاں کی ہوا جاں بخش و سرور آگین ہے۔ اور اس لیے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ

سب زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے۔ پھر ان کا جو ان سے ملتے ہیں۔ اور پھر اُن کا جو ان سے ملتے ہیں۔

مضامینِ قرآن بطورِ اجمال

(۱) علم مخاصمہ۔ یعنی جملہ مذاہبِ عالم کے عقائدِ فاسدہ اور اصولِ باطلہ کا ردّ۔

(۲) علم التذکیر بالآءِ اللہ۔ یعنی آسمان زمین، رات دن چاند سورج، ستاروں، آگ پانی ہوا، اور دوسرے عجائبات اور ان کی فطرت سے اللہ تعالیٰ کی ہستی الوہیت و ربوبیت اور وحدانیت پر استدلال کرنا۔

(۳) علم التذکیر بایام اللہ۔ یعنی ان حوادث اور واقعات کا بیان جن میں خدا تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور ان کے متبعین بندوں کی مدد فرمائی اور انہیں کفار کے مقابلہ میں کامیاب فرمایا اور ان کے منکرین کو دنیا میں بُری طرح پامال کر کے نیست و نابود کر دیا اور قیامت میں ان کے واسطے دردناک عذاب کا وعدہ فرمایا

(۴) علم التذکیر بالموت و بعد الموت

اس میں ان تمام امور کا بیان آجاتا ہے جو انسان کی موت سے متعلق ہیں۔ یعنی ساری دنیا اور اس میں تمام چیزوں کا فنا ہو جانا۔ عالم برزخ۔ نفخ صور، قیامت، حشر و نشر وزن و اعمال، محاسبۂ اعمال، ثواب و عذاب، جنّت و دوزخ اور ان دونوں میں رہنے والوں کی ہمیشگی۔

(۵) علم الاحکام۔ اس میں ان احکام، اعمال، اخلاق اور اصول کا ذکر ہے جس پر انسان کی صلاح و فلاح اور سعادت کا دار و مدار ہے۔ اصولِ دین یہ ہیں۔

خدا کی ذات و صفات پر ایمان لانا۔ ملائکہ پر ایمان رکھنا۔ تمام آسمانی کتابوں، صحیفوں اور قرآن پر ایمان لانا، اجمالی طور پر تمام انبیاء پر بالخصوص ان پر جن کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم، خاتم النبیین، افضل المرسلین پر ایمان لانا۔ قیامت کے دن اس کے جملہ احوال، واقعات و حوادث عذاب و ثواب، جنت و دوزخ وغیرہ

یعنی امور معاد پر ایمان لانا، یہ یقین رکھنا کہ تمام نیکی و بدی قانون الٰہی کے مطابق سرزد ہوتی ہے۔ یعنی نیکی وُہی ہے جس کو خدا نے نیکی کہا اور بدی وہی ہے ——— جسے اس نے جرم قرار دیا۔ نیکی و بدی کا خالق وہی ہے۔ مگر انسان کو کرنے اور نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اسلام کے پانچ ارکان، اخلاقِ حسنہ، راستبازی عدالت، عفّت، سخاوت، شجاعت، رحم شفقت، حسن معاشرت ضعیفوں کی امداد، مظلوموں کی داد رسی، خانہ داری کے معاملات، سیاسیات اور منہیات

جیسے قتل، زنا، چوری، ڈاکہ، جھوٹی شہادت جنگ سے فرار، والدین کی نافرمانی کرنا، بغاوت و فساد، ظلم و ستم، شرک، نماز روزہ، زکوٰۃ اور حج کو چھوڑنا۔ سود کی حرمت،

تفصیل مضامینِ قرآن

(۱) صفات الٰہیہ رحیم، کریم، علیم، اور حکیم (۲) خدا کا جمیع نقائص اور عیوب سے پاک ہونا۔ (۳) توحید خالص کی طرف بلانا اور شرک مٹانا (۴) انبیاء علیہم السلام کا ذکر (۵) ملائکہ کا مخلوقِ الٰہی ہونا اور خدا کی فرمانبرداری اور عبادت کرنا (۶) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کی رُوح (۷) منکروں کی برائی (۸) اللہ، ملائکہ، انبیاء اور روزِ حساب پر ایمان لانے کی تاکید (۹) یہ وعدہ کہ ایمان کہ انجام کار ایمان والے بے ایمانوں پر غالب رہیں گے (۱۰) قیامت جزائے اعمال کا بیان (۱۱) جنت و دوزخ کا ذکر (۱۲) دنیا کی برائی اور اس کی بے ثباتی (۱۳) عقبیٰ اور اس کے ثبات کی مدح (۱۴) اشیاء کی حلت و حرمت (۱۵) احکام تدبیر المنزل کا بیان (۱۶) احکام سیاست مدُن کا بیان (۱۷) ——— تہذیب الاخلاق کی تعلیم اور مکارم اخلاق کی خوبی (۱۸) محبت الٰہی اور اس کے پاک لوگوں کے ساتھ محبت کرنے کی ترغیب (۱۹) ان امور کا بیان جو خدا تک رسائی کا ذریعہ اور اس کی خوشنودی کا باعث ہیں (۲۰) فجّار اور فسّاق کی صحبت سے حذر (۲۱) عبادتِ بدنیہ اور مالیہ میں خلوصِ نیت کی تاکید (۲۲) ریاکاری اور دکھلاوے کی مذمت (۲۳) اخلاق ذمیمہ پر تہدید (۲۴) بُری باتوں کو ترک کرنے کی تاکید جیسا کہ غضب، تکبر، بُخل، جُبن اور ظلم (۲۵) احکام شرعیہ کا بیان (۲۶) ذکر الٰہی کی طرف ترغیب (۲۷) زمین و آسمان میں اپنے آثار قدرت و جبروت کا بیان (۲۸) عالم کبیر و صغیر میں غور و فکر کرنے کا حکم (۲۹) پہلے لوگوں کے سچے سچے واقعات کہ جن کے سُننے سے

انسان کے دل پر خدا کے غضب سے ڈر اور رحمت کی امید پیدا کرنا (۳۰) یہ بات کہ عالم کی جس قدر مخلوق ہے سب کا وجود ظلّی اسی کی طرف سے آیا ہوا ہے۔ اور پھر اسی کی طرف لوٹ جائے گا۔

قرآن اور مظاہر قدرت

اللہ پاک نے قرآن مجید میں نہایت تاکید کے ساتھ مظاہر قدرت کے مطالعہ کی دعوت دی ہے مظاہر قدرت میں اہل فکر و دانش کے لیے آیات ہیں۔ مظاہر قدرت سے رُوگردانی کرنے والے قابل مواخذہ ہیں انہیں زندہ رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں عظمت کائنات پر نظر رکھنے والے حکما خوب جانتے ہیں۔ کہ جس قدر اللہ کی تحقیقات میں تدبر کیا جاتا ہے۔ اتنی ہی اس میں باریکیاں نکلتی چلی آتی ہیں تلاش و جستجو کے امکانات جس قدر ہزار سال پہلے روشن تھے آج بھی اتنا ہی امیدوں کا مرکز بنے ہوئے ہیں حال یہ ہے کہ ستاروں کو چھو لینے کا دعویٰ لے کر اٹھنے والے سائنسدان برسوں کی کاوش و تحقیقات کے بعد حیران ہو کر پکار اٹھتے ہیں۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ پ ۴ ع ۱ (ترجمہ) اے ہمارے رب تو نے اس کائنات کو بے مقصد پیدا نہیں کیا ہے۔

نظریات قرآن مجید

قرآن انقلاب عظیم لیکر آیا اور لوگوں کے فکر و خیال دل و دماغ، اور عزائم و اعمال پر اس قدر اثر انداز ہوا کہ انسانیت کی قلب پلٹ دی۔ غور و فکر اور مطالعہ و نظر کی دنیا یکسر بدل گئی۔ اس نے نہ صرف قوموں کے رجحانات کو بدل ڈالا۔ بلکہ افراد کی نفسیات تک تبدیل کر دیں، انہیں حرّیت ضمیر اور حرّیت فکر و نظر سے نوازا اور انسانیت کے مقام کو اعلیٰ ترین کر دیا

(۱) انسان اشرف المخلوقات ہے۔ (۲) زمین کی تمام چیزیں انسان کے لیے ہیں (۳) انسان کی فکر و دانش کے لیے آسمانوں کو جولانگاہ بنایا ہے (۴) انسان مصنوعاتِ قدرت کے آگے جھکنے کے لیے نہیں، بلکہ مصنوعات قدرت خود انسان کے نفع کے لیے بنائے گئے ہیں (۵) عناصر قدرت میں عجیب وحدت ہے (۶) ہر چیز کی مقدار ہے۔ غرضیکہ اللہ کے علم قدرت کا احاطہ ناممکن ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی صنعتوں میں غور و فکر کر کے انسانی فطرت میں اثر انداز ہونے والی چیزوں سے فائدہ اٹھانا اللہ کی منشاء کے عین مطابق ہے بلکہ اللہ چاہتا ہے کہ انسان کائنات میں غور و تدبر سے کام لے تاکہ اس کی قدرت کے عجیب عجیب راز اس پر منکشف ہو جائیں۔ اور اس طرح انہیں معرفت حق حاصل ہو۔ وہ جبروت پر جلالی اور عظمت و جمالِ الٰہی کی ہیبت و خشیت اپنے دلوں میں محسوس کریں۔ اس کے فرمانبردار بندے بن کر رہیں اور انجام کار فلاح و نجات حاصل کریں۔

جب انسان دیکھتا ہے کہ ذرہ ذرہ میں

نظم، قطرہ قطرہ میں اشتراک، ہزاروں اختلافات میں مرکزیت، لاکھوں قسموں میں جمعیت اور کثرت میں وحدت اس قدر ہے کہ ایک منتظم اعلیٰ خالق یگانہ اور رب الارباب کی ہستی کو ماننا ضروری ہے۔ تو اسے دوسری مخلوقات کی طرح اللہ کی اطاعت گذاری کے لئے سر نیاز جھکانا چاہیئے اور ہمہ تن ہمہ وقت اسی کا ہو کر رہنا چاہیئے۔ استفادہ کائنات کا دراصل مقصد یہی ہے۔ اور نشانہائے قدرت پر صحیح نظر رکھنے والے اسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔

جب قرآن ایسی دولت بے بہا اور علم و ہدایت کی کان ہے۔ تو اس کی قرأت کا حق سامعین پر یہ ہے کہ پوری فکر و توجہ سے ادھر کان لگائیں۔ اس کی ہدایات کو سمع قبول سے سُنیں اور ہر قسم کی بات چیت، شور و شغب اور ذکر و فکر چھوڑ کر ادب کے ساتھ خاموش رہیں تاکہ خدا کی رحمت سے مشرف بہ ایمان ہو جائیں اور پہلے سے مسلمان ہے تو ولی بن جائے یا کم از کم اس فعل کے ثواب سے نوازا جائے۔ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ پ۹ ع ۱۴ (ترجمہ) اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحمت ہو۔

کاش تم کبھی قرآن پڑھتے بھی! تم نے تو قرآن پڑھنے اور سمجھنے کی چیز ہی نہیں سمجھا اس کو ریشمی غلافوں اور جزدانوں میں لپیٹ کر طاق میں رکھنے کی جگہ سمجھ لیا ہے جو کبھی بوقت ضرورت کام میں لائی جاتی ہے۔

بلاشبہ قرآن رکھنے کی چیز ہے مگر غلافوں میں نہیں۔ دل میں، جس کو اللہ کی توفیق ہو۔

تمسک بالقرآن

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا۔ پ۴ ع ۲

(ترجمہ) اللہ کی رسّی کو تم سب مل کر مضبوطی سے پکڑ لو یعنی سب مل کر قرآن کو مضبوط تھامے رہو، اگر سب مل کر پوری قوت سے پکڑے رہو گے تو کوئی شیطان شر انگیزی میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔ اور انفرادی زندگی کی طرح مسلم قوم کی اجتماعی قوت بھی غیر متزلزل اور ناقابل اختلال ہو جائے گی قرآن کریم سے تمسک کرنا ہی وہ چیز ہے۔ جس سے وہ بکھری ہوئی قوتیں جمع ہوتی ہیں۔ اور ایک مردہ قوم حیات تازہ حاصل کرتی ہے لیکن تمسک بالقرآن کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن کو اپنی آراء و اہواء کا تختۂ مشق بنا لیا جائے بلکہ قرآن کا مطلب وہی معتبر ہو گا۔ جو احادیث صحیحہ و سلف صالحین کی متفقہ تصریحات کے خلاف نہ ہو وَمَن يَعْتَصِم بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (پ۴ ع ۱) (ترجمہ) جو کوئی اللہ کو مضبوط پکڑے تو اس کو سیدھے راستہ کی ہدایت ہوئی۔

جس کسی نے ہر طرف سے قطع نظر کر کے ایک خدا کو مضبوط پکڑ لیا اور اسی پر دل سے اعتماد و توکل کیا اسے کوئی طاقت کامیابی کے سیدھے راستہ سے اِدھر اُدھر نہیں ہٹا سکتی۔

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

(ترجمہ) سو تو مضبوط پکڑے رہو اسی کو جو تجھ کو حکم پہنچا۔ تو ہے بے شک سیدھی راہ پر۔

اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی و تشفی دیتا ہے۔ کہ آپ اس غم میں نہ رہیئے کہ سب لوگ حق کو کیوں قبول نہیں کرتے اور کیوں اپنا انجام خراب کر رہے ہیں ان کا معاملہ خدا کے سپرد کیجئے وہی ان کے اعمال کی سزا دے گا۔ آپ کا کام یہ ہے کہ جو وحی آئے جو حکم ملے اس پر مضبوطی کے ساتھ جمع رہیں اور برابر اپنا فرض ادا کئے جائیں کیونکہ دنیا کہیں اور کسی راستہ پر جائے آپ اللہ کے فضل سے سیدھی راہ پر ہیں۔ جس سے ایک قدم اِدھر اُدھر ہٹنے کی ضرورت نہیں نہ کسی ہوا پرست کی خواہش و آرزو کی طرف التفات کرنے کی حاجت ہے۔

مقصد قرآن

قرآن کے نزول کی غایت حکمت یہ ہے کہ انسان کو خود اس کی اور تمام اشیائے عالم کی فطرت ان کے مبداو معاد کے قوانین فطریہ اور انسان کی پیدائش کی غرض سے آگاہ کیا جائے۔ اور یہ بتایا جائے کہ انسان کو دنیا میں محض ایک ہنگامہ برپا کرنے اور کھانے کمانے کے لئے نہیں بھیجا بلکہ اس کے بھیجنے سے ایک بہت بڑا مقصد یہ ہے کہ انسان دنیا میں خدا تعالیٰ کی نیابت اور خلافت کے فرائض انجام دے۔ اور وہ عہد و پیمان جو ازل میں بندوں نے خدا سے باندھا تھا۔ اُس کو یاد دلایا جاوے اور انسان پر آخری مرتبہ حجت تمام کر دی جائے۔ تاکہ وہ کل کو یہ شکوہ نہ کر سکے کہ ہمیں تو ہماری پیدائش کے اغراض و مقاصد سے آگاہ ہی نہیں کیا گیا تھا۔ پھر ہم پر سختی اور عقوبت کی کیا دھمکی؟ دنیا کا انتظام اور اس کی حکومت بغیر کسی قانون اور نظام کے چلانا ناممکن ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے قرآن مجید بطور ایک قانون و لائحہ عمل کے نازل کیا۔ تاکہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی منشا کے مطابق حکومت الٰہی قائم ہو سکے۔ اور انسان اس قانون پر عمل کر کے دنیا میں کمال انسانی اور آخرت میں سعادت عظمیٰ یعنی خداوند قدوس کا قرب و رضامندی حاصل کر سکے۔

قرآن کریم اپنی اعجازی شان، پُرحکمت تعلیمات اور پختہ مضامین کے لحاظ سے بڑا زبردست شاہد اس بات کا ہے۔ کہ جو نبی اُمّی اس کو لے کر آیا یقیناً وہ اللہ کا بھیجا ہوا ہے۔ اور بلا شک و شبہ وہ سیدھی راہ پر ہے اُس کی پیروی کرنے والے کو کوئی اندیشہ منزل مقصود سے بھٹکنے کا نہیں۔

اعجاز قرآن

اس کتاب کی عظمت و شان کا اندازہ اس بات سے کرنا چاہئے کہ ہم اس کے اتارنے والے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسی رفیع الشان شخصیت اس کی اُٹھانے والی ہے۔ اور مقصد بھی اس قدر اعلیٰ و ارفع ہے جس سے بُلند تر کوئی مقصد نہیں ہو سکتا وہ یہ کہ خدا کے حکم و توفیق سے تمام دنیا کے لوگوں کو خواہ وہ عرب ہوں یا عجم کالے ہوں یا گورے، مزدور ہوں یا سرمایہ دار بادشاہ ہو یا رعایا سب کو جہالت و اوہام کی گھٹا ٹوپ اندھیریوں سے نکال کر معرفت و بصیرت اور ایمان و ایقان کی روشنی میں کھڑا کرنے کی کوشش کی جاوے۔ صحیح معرفت کی روشنی میں اُس راستہ پر چل پڑیں۔ جو زبردست و غالب، ستودہ صفات شہنشاہ مطلق اور مالک الکل خدا کا بنایا ہوا اور اُس کے مقام رضا تک پہنچانے والا ہے۔ جو لوگ ایسی کتاب نازل ہونے کے بعد کفر و شرک اور جہالت و ضلالت کی اندھیری سے نہ نکلے اُن کو سخت عذاب اور ہلاکت خیز مصیبت کا سامنا ہے۔ آخرت میں یا دنیا میں بھی۔

(باقی آئندہ)

بچوں کا صفحہ

فضیلتِ اسلام

محمد شفیع۔ ایم، اے

پیارے بچو! یہ چیز تمہیں معلوم ہے کہ دنیا میں ہر شخص کسی نہ کسی مذہب اور دین کا پابند ہوتا ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے دُنیا کو پیدا کیا ہے اُسی وقت سے اِنسانوں نے اِس چیز کی ضرورت محسوس کی کہ وہ ایسی راہ پر چلیں۔ جس کے ذریعہ سے وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس ضرورت کو پُورا کرنے کے لئے مختلف انبیاءؑ کرام بھیجے تاکہ دُنیا کو ایک سچے دین کا پابند بنایا جائے۔ مگر دُنیا اکثر گمراہی میں مبتلا رہی اور اپنے لئے باطل ادیان کو ترجیح دیتی رہی۔ اور اللہ تعالیٰ کے سچے دین کی مخالفت کرتی رہی۔ دین کی ضرورت لوگوں نے اِس لئے محسوس کی تاکہ اس دُنیا کے ختم ہو جانے کے بعد دوسری زندگی کو جس سے بہر حال انسان کو دو چار ہونا ہے بہتر بنایا جا سکے اور اپنے پیدا کرنے والے کو خوش کیا جائے ؂

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو دین بھی آتا رہا ہے۔ اُس میں ایک طرف رضائے الٰہی تلاش کرنے کے طریقے اور دوسری طرف دُنیا کی زندگی کو بہتر طریق پر گذارنے اور اُسے پُرامن بنانے کے اُصول بھی موجود تھے۔ تا آنکہ آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ اور آپؐ نے پھر سے اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت دی۔ اور دُنیا کو اسلام سے رُوشناس کرایا۔ یہ وہ دین تھا جو ہر طرح سے مکمّل ہے۔ جس میں کسی قسم کی کجی اور خرابی نہیں۔ ایک طرف اُس نے دُنیا میں زندگی کے نظام کی اصلاح کا اعلان کیا تو دوسری طرف آخرت کی زندگی کے حصُول کے لئے صحیح راستے بھی بتائے۔ آں حضورؐ نے اس دینِ حق کے مطابق زندگی گذاری اور دُنیا کے غلط نظاموں کو ختم کر کے صحیح نظام کی بُنیاد ڈالی۔ دُنیا کے اندر ایک امن کا دَور دَورہ قائم کر کے سب فتنے مٹا دیئے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو سب دینوں سے بہتر دین کہا اور اپنے بندوں کیلئے اسی دین کو پسند کیا۔ انسانوں کے لئے یہ آخری دین ہے۔ اس کے بعد اب قیامت تک کسی اَور دین کی ضرورت نہیں۔ ہر قوم اور ہر مُلک خواہ وہ دُنیا کے کسی علاقے سے تعلق کیوں نہ رکھے۔ اور کسی زمانے سے کیوں نہ گذرے۔ وہ آخر کار دین اسلام کو ہی پسند کرے گا۔ چنانچہ ارشاد ہوا :- اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ، (یعنی آج ہم نے تمہارا دین کمّل کر دیا اور اپنی نعمت پُوری کر دی۔ اور تمہارے لئے دین اسلام کو ہی پسند فرمایا) پھر فرمایا :- اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ، (یعنی۔ خُدا تعالیٰ کے نزدیک دینِ اسلام ہی سچّا دین ہے) اِسی لئے مسلمانوں کو اِس بات کی تلقین کی کہ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (تم نہ مرو مگر مسلمان ہو کر ہی) کیوں کہ اسلام کے علاوہ ہر موت جاہلیت کی موت ہے جس کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت کی اُمیّد نہیں کی جا سکتی۔ آخرت کی زندگی ایک مُسلسل عذاب کی زندگی ہوگی۔ آں حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا :- اِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (سب سے بہتر کتاب اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن مجید ہے۔ اور سب سے بہتر راستہ جو انسان کو ہدایت دے سکتا ہے وہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلّم کا راستہ ہے۔ یعنی اسلام ؂

معلوم ہوُا سب دینوں سے بہتر اور افضل دین اسلام ہی ہے۔ اَور پھر سب دینوں کو ختم کرنے والا ہے۔ اِس لئے کہ آں حضورؐ کے متعلق [illegible] ہیں۔ جب آپ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں تو قیامت تک کے لئے اسلام ہی مذہب رہے گا۔ اِس لئے کہ نبی تو دراصل دینِ حق ہی لے کر آیا کرتا ہے۔ عیسائیّت اور یہوُدیّت کو اسلام نے منسوخ کر دیا اَور توریت و انجیل نے یہوُد و نصاریٰ کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ محمدّ مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لانا۔ اس لئے اسلام کے بعد اگر کوئی کسی دین کے متعلق دعوٰی کرے کہ یہ سچّا دین ہے تو وہ غلط ہے ؂

اسلام اِس لئے بھی سب دینوں سے افضل ہے کہ اِس نے تمام غلط اصُولوں کو مٹا کر صیحح اصولوں کی بنیاد رکھی۔ اسلام نے مساوات کا جو سبق پیش کیا وہ کوئی اور دین پیش نہ کر سکا۔ آقا اور ادنیٰ غلام ایک ہی سواری پر سوار ہوتے اور ایک ساتھ مِل کر کھانا کھاتے ہیں۔ جس کی مثال دُنیا پیش کرنے سے عاجز ہے ؂

عورتیں اپنے حقوق سے محروم تھیں۔ عورت کو صرف ایک لونڈی اور باندی سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے آتے ہی اُس کو گھر کی ملکہ بنا دیا اَور اُس کے غصب شُدہ حقوق اُس کو واپس دلائے اور اُسے انسانیت کا بلند ترین درجہ دیا۔ دُنیا کے اندر جتنے غلط نظام چل رہے تھے۔ جن سے عوام کی زندگی جہنم کی زندگی بن چکی تھی۔ اُن کو ختم کر کے صیحح اصُولوں کی بنیاد ڈالی اور امن وامان کا اعلانِ عام کیا۔ دنیا والے ایک جہالت کے سمندر میں غرق ہو رہے تھے اِسلام نے آتے ہی انھیں نورانی وادیوں میں لا کھڑا کیا۔ اور انھیں متمدّن اَور مہذّب شہری بنایا ؂

پیارے بچو! اسلام کی بہت بڑی فضیلتیں ہیں جو اِس چھوٹے سے مضمون میں نہیں سما سکتیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اسلام کی برکات سے متمتّع ہوں، اور دُنیا میں اسلام کو غالب کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں،

الله العالمین امین ط

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء